لکھنؤ
تعمیر حیات
پندرہ روزہ
شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جلد نمبر ۲۱ | ۱۰ اگست سنہ ۱۹۸۴ء مطابق ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۴ھ | شمارہ نمبر ۱۹

نگران اعلیٰ
مولانا ابو العرفان ندوی
مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

خط و کتابت کا پتہ:
منیجر تعمیر حیات، پوسٹ بکس ۹۳
ندوہ، لکھنؤ (انڈیا)

زر تعاون
سالانہ ۲۵
ششماہی ۱۵
فی پرچہ ۱/۲۵

بیرون ملک
بحری ڈاک، جملہ ڈاک ڈالر

ایشیائی ممالک ۱۲ ڈالر
افریقی ممالک ۱۵ ڈالر
یورپ و امریکہ ۱۸ ڈالر

(نوٹ)
چک، ڈرافٹ، ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں

اداریہ

نئی آزمائش

محمود الازہار ندوی

قصص القرآن (قرآنی واقعات اور قصے) کے نام سے بہت سے ملکوں میں ایک فلم دکھائی جا رہی ہے۔ اس میں قرآنی واقعات اور قصوں کو فلما کر پیش کیا گیا ہے اور وی۔ سی۔ آر کے ذریعہ بہت سے ملکوں کو برآمد کیا گیا ہے۔ اس قسم کی کوشش اس سے قبل بھی کی گئی تھی اور فلم پیغام (The Message) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے اہم واقعات اور جنگوں کو فلم کا قالب دیا گیا تھا اس فلم کے خلاف عالم اسلام میں جو شدید احتجاج ہوا تھا اس کے اثرات قارئین کے ذہن و دماغ سے محو نہیں ہوئے ہونگے، اس طرز پر قصص القرآن کے نام سے ایک فلمی سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں قرآن مجید میں مذکور واقعات اور قصوں کو فلم کا قالب دیا گیا ہے اور اس طور پر عالم اسلام کو دینی و تہذیبی طور پر ایک نئے ابتلاء کا سامنا ہے۔

اس فلمی سلسلہ کو پیش کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قرآنی واقعات و قصوں کا علم ہو جائے گا اور بہت سی ایسی چیزیں جو تعلیم و تعلم کے ذریعہ تشنہ رہ جاتی ہیں وہ اس کے ذریعہ انجام پائیں گی اور اب تک سینما کے ذریعہ جو فساد برپا ہے اس کے سد باب کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ ذرائع ابلاغ کو اختیار کیا جائے اور اس کے پروگراموں کو ایسا مرتب کیا جائے جس کے ذریعہ مذہبی تعلیمات اور قرآنی قصے و واقعات سے صحیح طور پر روشناس ہونا ممکن ہو سکے۔

اس سے قبل اس انداز کی دو فلمیں آچکی ہیں ایک پیغام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے واقعات اور جنگوں پر مشتمل تھی اور دوسری خانۂ خدا جو حج سے متعلق تھی جس میں حاجی کو جدہ اترنے سے لیکر تمام ارکان حج ادا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، ان دونوں فلموں نے معاشرہ پر کیا اثرات چھوڑے اور اس کے ذریعہ اسلام کے کس رکن کی تبلیغ ہوئی، کیا اس کی وجہ سے کسی نے ہدایت پائی، کیا کسی میں حج کا شوق و جذبہ پیدا ہوا اور اس نے حج کیا، اسکا جواب نفی میں ملے گا، اس قسم کی فلموں کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ ممکن نہیں یہ تو اس سلسلے کی کڑی ہے جو اس نے اس سے قبل (The Zen Commondments) (دس خدائی نشانیاں)

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ پچیس روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی پی ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ 25/80 روپے کے مطالبہ میں وی۔ پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں۔

حج کی مصلحتیں اور حکمتیں

مولانا سید سلیمان ندوی رح

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شریعت کا تکمیلی صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے، وہ اپنے احکام اور عبادات کے فائدہ و منفعت اور غرض و غایت کو بتانے کیلئے کسی باہر کی امداد کا محتاج نہیں، بلکہ اس نے ان اسرار کے چہرہ سے خود اپنے ہاتھ سے پردہ ہٹایا ہے، نماز زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج کے مقاصد اور فوائد بھی خود اسلام کے صحیفہ ربانی میں مذکور ہیں، قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے خانہ کعبہ کی تعمیر اور اسماعیل علیہ السلام کی نذر اور مکہ میں انکے قیام کے سلسلہ میں جو دعا مانگی وہ تمامتر ان فوائد اور مقاصد کو جامع ہے، آئیے ان آیتوں پر ایک دفعہ اور نظر ڈال لیں۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ، وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ (بقرہ ۱۵)

اور جب ہم نے اس گھر (کعبہ) کو لوگوں کا مرجع و مرکز اور امن بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کے ذمہ کیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہونے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و صاف کرو اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار اس کو امن کا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں میں سے روزی دے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (بقرہ ۱۵)

اے ہمارے پروردگار اور ہم کو اپنا تابعدار گروہ بنا اور ہماری اولاد میں سے کچھ کو اپنا فرمانبردار گروہ بنا اور ہم کو ہمارے حج کے دستور بتا اور ہم کو معاف کر، تو بے شک معاف کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ، وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ، لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (حج ۴)

اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کی جگہ ٹھکانا دی کہ میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں کھڑے ہونے والوں رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و صاف کر، اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس پیادہ اور ضمر کی ماری دبلی پتلی ہو جانے والی اونٹنیوں پر سوار ہو کر دور دراز رستے سے آئیں گے، تاکہ وہ فائدوں کی جگہوں میں آکر جمع ہوں اور چند مقررہ دنوں میں اس بات پر خدا کا نام یاد کریں کہ ہم نے انکو جانور روزی کئے

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ، رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ، رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (ابراہیم ۶)

جب ابراہیم نے کہا کہ میرے پروردگار اس آبادی کو امن والی بنا اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کی پوجا کریں، میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا تو جس نے میرا کہا مانا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد اس بن کھیتی کی ترائی میں تیرے مقدس گھر کے پاس آباد کی ہے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز کھڑی رکھیں، تو لوگوں کے کچھ دلوں کو ایسا بنا کہ وہ انکی طرف جھکیں اور ان کو پھلوں کی روزی دے تاکہ شکر گزار ہوں۔

ان آیتوں میں حسب ذیل باتوں کی تصریح ہے۔

۱۔ خانہ کعبہ اہل توحید کا ایک مرکز و مرجع اور ملت ابراہیمی کا موطن و مسکن ہے۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہاں اپنی اولاد کو اس غرض سے بسایا کہ اس مقدس گھر کی خدمت گزاری اور خدائے واحد کی عبادت کرتی رہے اور بت پرست قوموں کے میل جول اور اختلاط سے وہ محفوظ رہے تاکہ پہلے کی طرح یہ گھر پھر بے نشان نہ ہو جائے اور آخر ان میں وہ رسول مبعوث ہو جس کی صفتیں ایسی ہوں۔

۳۔ یہ لوگ ایک ویرانہ میں جسمیں کھیتی نہیں آباد ہوئے ہیں اور صرف اس غرض سے آباد ہوئے ہیں کہ تیرے گھر کو آباد رکھیں، تو تو اس بے ثمر اور شور زمین میں ان کی روزی کا سامان کرنا اور لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکانا کہ وہ ان سے محبت کریں۔

۴۔ حکم ہوا کہ لوگوں میں اس گھر کے حج کا اعلان عام کر، ہر قریب اور دور کے راستہ سے لوگ لبیک کہیں گے تاکہ یہاں آکر دین و دنیا کا فائدہ حاصل کریں اور چند مقررہ ایام میں خدا کا نام لیں

۵۔ جو لوگ یہاں عبادت اور حج کی نیت سے آئیں خداوندا! تو ان کے گناہ معاف کر، تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

۶۔ خداوندا! میری اولاد وہی ہے جو میرے مشرب و مذہب اور میرے راستہ پر چلے، اسلئے تمام وہ لوگ جو ملت ابراہیمی کے پابند ہوں آل ابراہیم ہیں اور وہی حضرت ابراہیم کی دعاؤں اور برکتوں کے مستحق ہیں۔

الغرض حج کے یہی منافع اور مقاصد ہیں جنمیں سے ہر ایک کے ماتحت متعدد فوائد اور اغراض ہیں۔

مرکزیت

خانہ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نقطۂ قدم ہے یہ وہ آئینہ ہے جسمیں اسکی رحمت و غفاری کی صفتیں اپنا عکس ڈال کر تمام کرۂ ارض کو اپنی شعاعوں سے منور کرتی ہیں یہ وہ منبع ہے جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا اور اس نے تمام دنیا کو سیراب کیا، یہ روحانی علم و معرفت کا وہ مطلع ہے جن کی کرنوں نے زمین کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کیا، یہ وہ جغرافیائی شیرازہ ہے جسمیں ملت کے وہ تمام افراد بندھے ہوئے ہیں جو مختلف ملکوں اور اقلیموں میں بستے ہیں، مختلف زبانیں بولتے ہیں، مختلف لباس پہنتے ہیں مختلف تمدنوں میں زندگی بسر کرتے ہیں، مگر وہ سب کے سب باوجود ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک ہی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں، اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں اور ایک ہی مقام کو ام القریٰ مان کر، وطنیت، قومیت، تمدن و معاشرت رنگ روپ و دوسرے تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی وطن ایک ہی قومیت (آل ابراہیم) ایک ہی تمدن و معاشرت و ملت (ابراہیمی) اور ایک ہی زبان (عربی) میں متحد ہو جاتے ہیں اور یہ وہ برادری ہے جسمیں دنیا کی تمام قومیں اور مختلف ملکوں کے بسنے والے جو وطنیت اور قومیت کی لعنتوں میں گرفتار ہیں، ایک لمحہ اور ایک آن میں داخل ہوتے ہیں جس سے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام زنجیریں اور قید بند اور بیڑیاں کٹ جاتی ہیں اور تھوڑے دن کے لئے عرصۂ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں ایک لباس احرام میں ایک وضع میں دوش بدوش ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کرتی ہیں یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے، جو انسانوں میں جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کے اسباب ہیں اسلئے یہ حرم ربانی نہ صرف اسی معنی میں امن کا گھر ہے کہ یہاں ہر قسم کی خونریزی اور ظلم و ستم ناروا ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی امن کا گھر ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کی ایک برادری قائم کر کے ان کے تمام ظاہری امتیازات کو جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں مٹا دیتا ہے۔

لوگ آج یہ خواب دیکھتے ہیں کہ قومیت و وطنیت کی تنگنائیوں سے نکل کر وہ انسانی برادری کے وسعت آباد میں داخل ہوں مگر ملت ابراہیمی کی ابتدائی دعوت اور ملت محمدی کی تجدیدی پکار نے سینکڑوں، ہزاروں برس پہلے اس خواب کو دیکھا اور دنیا کے سامنے اس کی تعبیر پیش کی لوگ آج تمام دنیا کیلئے ایک واحد زبان (اسپرنٹو) کی ایجاد و کوشش میں مصروف ہیں، مگر خانہ کعبہ کی مرکزیت کے فیصلہ نے آل ابراہیم کے لئے مدت دراز سے اس مشکل کو حل کر دیا ہے، لوگ آج دنیا کی قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کیلئے ایک ورلڈ کانفرنس یا عالمگیر مجلس کے انعقاد کے درپے ہیں لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ساڑھے تیرہ سو برس سے یہ مجلس دنیا میں قائم ہے اور اسلام کے علم، تمدن، مذہب اور اخلاق کی وحدت کی علمبردار ہے، آج دنیا کی قوموں نے ہیگ (ہولینڈ) میں اقوام عالم کی مشترکہ عدالت گاہ کی بنیاد ڈالی ہے لیکن اس کے فیصلوں کو کسی طاقت سے منوا نہیں سکتیں، لیکن مسلمان اقوام عالم کیلئے یہ مشترکہ عدالتگاہ ہمیشہ سے قائم ہے، جس کی عدالت کا حقیقی کرسی نشین خود احکم الحاکمین ہے، جس کے فیصلے سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔

مسلمان ڈیڑھ سو برس تک جب تک ایک نظم حکومت یا خلافت کے ماتحت رہے یہ حج کا موسم انکی سیاسی اور تنظیمی ادارہ کا سب سے بڑا عنصر رہا یہ وہ زمانہ ہوتا تھا جس میں امور خلافت کے تمام اہم معاملات طے پاتے تھے، اسپین سے لیکر سندھ تک مختلف ملکوں کے حکام اور والی جمع ہوتے تھے اور خلیفہ کے سامنے مسائل پر بحث کرتے تھے اور طریق عمل طے کرتے تھے اور مختلف ملکوں کی رعایا آکر اپنے والیوں اور حاکموں سے کچھ شکایتیں ہوتی تھیں، تو ان کو خلیفہ کی عدالت میں پیش کرتی تھی، اور انصاف پاتی تھی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ مسائل حج کے فوراً ہی بعد اللہ تعالیٰ نے ملک میں فساد اور بدامنی کی برائی کی اور فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ، وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (بقرہ ۲۵)

بعضے آدمی ایسے ہیں کہ ان کی بات دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہے اور جو اس کے دل میں ہے اس پر وہ خدا کو گواہ بناتے ہیں، حالانکہ وہ پرلے درجہ کے جھگڑالو ہیں اور جب پیٹھ پھیریں تو ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں کہ اسمیں بے امنی برپا ہو اور تاکہ کھیتیاں اور جانیں تلف ہوں اور اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر دو آیتوں کے بعد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (بقرہ ۲۵)

اے ایمان والو تم سب کے سب امن میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

اسلام کے احکام اور مسائل جو دم کے دم میں اور سال بسال دور دراز ملکوں اور شہروں میں اس وقت پھیل سکے جب سفر اور آمد و رفت کا مسئلہ آسان نہ تھا اس کا اصل راز یہی سالانہ حج کا اجتماع ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب سے آخری حج جو حجۃ الوداع کہلاتا ہے اسی اصول پر کیا وہ انسان جو تیرہ برس تک مکہ میں یکہ و تنہا رہا، ۲۳ برس کے بعد وہ موقع آیا جب اس نے تقریباً ایک لاکھ مجمع کو بیک دفعہ خطاب کیا اور سب نے سمعاً و طاعۃً کہا۔ آپ کے بعد خلفائے راشدین اور دوسرے خلفائے زمانہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اعلام نے اسی طرح سال بسال جمع ہو کر احکام اسلام کی تلقین و تبلیغ کی خدمت ادا کی اسی کا نتیجہ تھا کہ نت نئے واقعات اور مسائل کے متعلق دنیا کے مختلف گوشوں میں اسلام کے جوابی احکام و فتوے پہنچتے رہے اور پہنچتے رہتے ہیں۔

یہ اسی مرکزیت کا اثر ہے کہ بڑے بڑے صحابہؓ اور عالم، محدث، مفسر اور فقیہ جو اسلامی فتوحات اور نو آبادیوں کے سلسلہ میں تمام دنیا میں پھیل گئے تھے وہ سال بسال پھر کر یہاں سمٹ جاتے تھے اور تمام دنیا کے گوشوں سے آکر حرم ابراہیمی میں جمع ہو جاتے تھے اور باہم

(بقیہ ص ۱۵ پر)

مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی

افسوس کہ ہندوستان کے ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل نے شوال کی ۶ تاریخ کو اپنے وطن مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ میں اس دار فانی سے انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

مولانا نے اپنے پیچھے تین اہل علم صاحبزدگان اور ہزاروں شاگردوں کی تعداد چھوڑی۔ مولانا محمد ایوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہ دادپور مئو ضلع اعظم گڑھ کے علمی خاندان کے فرد تھے، ان کے والد ماجد مولانا صابر صاحب اور جد امجد شیخ محمد احمد صاحب مشہور اہل علم و مدرسین میں سے گزرے ہیں، مولانا مرحوم ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے، اور تعلیم اپنے جوار کی مشہور دینی تعلیم گاہ منبع العلوم بنارس میں حاصل کی، پھر دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں تعلیم مکمل کی، درمیان میں علی گڑھ میں مشہور استاد معقولات و حدیث مولانا ماجد علی صاحب جونپوری سے بھی استفادہ کیا۔

مولانا مرحوم نے لاہور میں فاضل کرنے کا قصد بھی کیا تھا، لیکن خلافت تحریک کا زمانہ تھا، اس تحریک سے مولانا نے وابستگی اختیار کی، بعد میں علمی و تعلیمی مشغلہ اختیار کرتے ہوئے تدریس حدیث کو موضوع بنایا، اولاً کلکتہ ہی کے ایک مدرسہ میں چند سال، پھر ایک دو مدارس میں تدریس حدیث کے بعد مئو کے مشہور جامعہ مفتاح العلوم آئے اور وہاں تدریس حدیث میں ۲۵ سال کی طویل مدت گزاری اس اثنا میں وہ شیخ الحدیث رہے اور ایک طویل مدت نظامت کے فرائض انجام دیئے، ۱۳۸۲ء-۱۳۸۳ء میں ندوۃ العلماء کو مولانا مرحوم کی خدمت تدریس حدیث حاصل ہوئیں، اور دو سال شیخ الحدیث کے منصب کو پر رکھا، پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے، جہاں ۲۱ سال شیخ الحدیث رہنے کے بعد اپنے وطن میں سالانہ رخصت کے وقت وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

یہ مولانا مرحوم کی شخصیت کا علمی خاکہ تھا جہاں تک صفات و اخلاق کا تعلق ہے تو اسمیں بھی مولانا مرحوم کا پایہ خاصہ بلند تھا، وہ بڑے نرم خو، تہذیب و خوش خلقی کا نمونہ تھے، ان کی گفتگو اور بات چیت دلوں کو متوجہ کرنے والی ہوتیں، چھوٹوں کے ساتھ خاص شفقت اور ہم عصروں سے تعلق خاطر کے ساتھ پیش آتے، چونکہ علم و تعلیم سے مولانا کا طویل اشتغال رہا لہٰذا علم و تعلیم سے مزاجی مناسبت پیدا ہو گئی تھی وہ ان کی زندگی کا پسندیدہ مشغلہ بن گیا تھا۔

مولانا مرحوم دیوبند کے زمانہ تعلیم میں سابق مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی رفاقت حاصل رہی، مولانا مرحوم نے تین صاحبزادگان چھوڑے ہیں، مولانا حکیم عزیز الرحمٰن مولانا سعید الرحمٰن، اور ڈاکٹر مسیح الرحمٰن ان تینوں حضرات نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور تینوں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے اسوہ ہی کے مطابق تعلیم کو مشغلہ بنایا، اول الذکر نے علم دین کے ساتھ علم الشفا میں کمال پیدا کیا اور دارالعلوم دیوبند کے جامعہ طب کے بڑے استاد ہیں۔ ثانی الذکر ندوۃ العلماء میں بڑے استاد ادب اور اس کے مقبول عربی ماہنامہ "البعث الاسلامی" کے مدیر ہیں۔ اور تیسرے صاحبزادے شبلی ڈگری کالج میں استاد ہیں۔

مولانا مرحوم نے اشتغال علم کی ایک سنہری اور منہمک زندگی گزاری جو محبین علم دین کیلئے قابل استفادہ و نقل ہے کہ زندگی کے آخری لمحات تک اور باوجود مقتضائے عمر کمزور و ضعیف ہو جانے کے علم و تعلیم سے وابستگی، استقلال و توجہ کے ساتھ قائم رکھی اس کیساتھ اہل علم کا سنجیدہ اور باوقار اخلاق و انداز رکھا کہ ان کی ملاقات و مجلس سے لوگوں کو مسرت و فائدہ حاصل ہوتا تھا۔

مولانا مرحوم اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے اخلاق و اشتغال علم و تعلیم ہمارے لئے قابل استفادہ سرمایہ ہے اور ہم ان کے لئے جو کر سکتے ہیں وہ اب ان کے لئے ایصال ثواب و دعا و اجر و مغفرت ہے ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور عفو و مغفرت سے نوازے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مولانا سید نور الحسن صاحب انتقال فرما گئے

مولانا انور الحسن صاحب کا یکم اگست کو رات میں ۱½ بجے انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا ورم شکم کی وجہ سے میڈیکل کالج میں ۱۲ جولائی کو داخل ہوئے تھے اور ڈاکٹروں کے آخری فیصلہ پر پہونچنے سے قبل مولانا دوبارہ گھر واپس آئے، ڈاکٹروں نے ورم مرارہ (پتہ) کی تشخیص کی تھی اور ۱۷ جولائی کو آپریشن کیا دو دن تو طبیعت بہتر رہی پھر بگڑنی شروع ہوگئی، اور بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی جو کئی روز تک رہی اور بالآخر اسی حالت میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

آپریشن کے بعد سے طلبہ دارالعلوم ندوہ کی ایک بڑی تعداد انکی تیمارداری کے لئے موجود تھی اور طلبہ رات کے وقت باری باری سے مولانا کے پاس رہتے تھے۔

مولانا بڑی نورانی شخصیت کے مالک تھے، وہ حسن خلق، شرافت و وقار، اخلاص اور شفقت کے پیکر تھے، مولانا کی طبیعت باغ و بہار تھی، ہمیشہ ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ہر شخص سے گفتگو کرتے تھے، اور مجلس میں یا نشست میں جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہوتی اس کی مناسبت سے اردو یا فارسی کے اشعار سناتے اور وہ مجلس اور موضوع سخن سے اتنا قریب ہوتے کہ احساس و گمان ہوتا کہ شاعر نے اسی موقع کے لئے یہ شعر کہا تھا۔

مولانا نے دارالعلوم میں تقریباً پچاس سال گزارے وہ مدرس بھی رہے اور دارالعلوم کا نمائندہ بن کر مدرسوں کے مہتمم بھی رہے اور طلبہ کے نگراں، ادارہ تعلیمات اسلام لکھنؤ جو تعلیم بالغان کے لئے قائم کیا گیا تھا اور اس کے بانیوں میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی مرحوم تھے، مولانا کا بھی شمار اس کے بانیوں میں ہے، یہ مدرسہ عرصہ دراز تک قائم رہا، آپ نے پوربندر (گجرات) کے لوگوں کی درخواست پر دارالعلوم کی جانب سے ایک مدرسہ کی ذمہ داری سنبھالی تجوید القرآن میں بحیثیت ایک مہتمم کے خدمت کی بمبئی میں مدرسہ رحمانیہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے اہل بمبئی کی درخواست پر دارالعلوم کی جانب سے رہے۔

مولانا ایک مومن آدمی تھے اور ان کے اندر مومن کی صفات اتم پائی جاتی تھیں درس و تدریس ہو یا انتظامی امور، مولانا کا تعلق دونوں قسم کے شعبوں سے رہا، مگر ان سے متعلق کسی شخص نے کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔

مولانا نے گرد و پیش، ماحول اور مناسبت کے فرق، عواطف اور جذبات کے تنوع کے باوجود اپنی پوری زندگی حسن رفاقت کے ساتھ گذار دی، قول اور عمل میں تضاد نہ آنے دیا اور ایک قابل تقلید اور نمونہ کی زندگی گذار گئے۔

مولانا کی تدریسی خدمات کا ایک طویل سلسلہ اور رقبہ وسیع ہے، اس کے لحاظ سے مولانا کے شاگردوں کی تعداد بھی تعداد اور رقبہ کی پابند نہیں ہے، مولانا اب اس دنیا میں ہیں جہاں صرف دعا و مغفرت، اور ایصال ثواب کے جو طریقے ہیں وہی پہونچ سکتے ہیں مولانا کے یہی چیزیں کام آئیں گی اور ان کے حسن اخلاق تواضع، خندہ پیشانی، اور ملاطفت کا تقاضہ ہے کہ ہم اپنی اس ذمہ داری کو پورا کریں، اور اللہ رب العزت کے حضور میں مولانا کیلئے دعا کریں۔

مولانا کے پس ماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں بڑے صاحبزادے سید ضیاء الحسن امیر الدولہ اسلامیہ انٹر کالج میں اردو و فارسی کے لکچرار ہیں دوسرے بیٹے سید قمر الحسن سعودی عرب میں ملازم ہیں، جو انتقال سے چند گھنٹے قبل پہونچ گئے تھے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پس ماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے، مولانا کی تجہیز و تکفین میں دارالعلوم کے تمام طلبہ و اساتذہ کے علاوہ شہر کے حضرات کی بڑی تعداد جنازہ و تدفین میں شریک ہوئی، انتقال کے دن دارالعلوم کے تمام شعبے بند رہے، پہلی نماز جنازہ دارالعلوم کے وسیع میدان میں ہوئی مولانا محمد ظہور صاحب مفتی دارالعلوم نے نماز جنازہ پڑھائی، دوسری نماز جنازہ قبرستان میں مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ندوی نے پڑھائی۔

دارالعلوم میں تعزیتی جلسہ کے اندر مولانا ابوالنور مولانا محبوب الرحمٰن صاحب، اور مولانا سید محمد رابع صاحب اور مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب نے مولانا مرحوم کے حسن اخلاق، شرافت و تواضع اور دیگر صفات حسنہ پر روشنی ڈالی، تعمیر حیات کے قارئین، مولانا کے شاگردوں اور اہل تعلق سے خصوصاً دعا و ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت

مولانا محمد عارف صاحب ندوی سنبھلی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء کی صاحبزادی کا مختصر علالت میں ۵ ذیقعدہ کو انتقال ہوگیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا سے تعلق رکھنے والوں، قارئین تعمیر حیات اور شاگردوں سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

زندگی کا نصب العین سمجھئے

عزیز نوجوانو! اس زمانہ میں جب دنیا جنگ و جدال میں گرفتار ہے اور وطن پرستی کے غلط جذبے نے ان کو ظالم و ستمگر بنا دیا ہے اور دنیا خون سے نہا رہی ہے، وقت ہے کہ آپ زندگی کے صحیح نصب العین کو سمجھیں اور اپنے کو اس انقلاب کے خوش آمدید کے لئے تیار کریں جو ہمارے دروازہ پر کھڑا ہے، تغافل، تجاہل، اور اغماض بے سود ہے جس طرح ہمارے جسم کے اندر کی بیماری دور نہیں ہو سکتی اسی طرح ہمارے جسم کے باہر کی بیماری بھی دور نہیں ہو سکتی۔

(سید سلیمان ندوی)

حج کے سلسلے میں شریعت کے حکیمانہ انتظامات

مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندوی

وحی الٰہی اور شریعت آسمانی نے حج کے لئے ایک ایسی سازگار فضا اور موافق ماحول فراہم کر دیا ہے جس میں سنجیدگی اور عزم خود بخود پیدا ہوتا ہے اور دل و دماغ بیدار ہونے لگتے ہیں، اس نے اس کو عبادت و روحانیت اور تقدس کے حصار سے گھیر دیا ہے۔ حج کا سفر اکثر لوگوں کے لئے ایک طویل اور دور دراز کا سفر ہے، جس میں حاجی کو مختلف ملکوں، مختلف فضاؤں اور طرح طرح کے دلفریب مناظر اور فتنہ انگیز ترغیبات سے گذرنا پڑتا ہے، مختلف مشغولیتیں، اور کاروباری فکریں اس کو گھیرے رہتی ہیں، اس کی مدت کبھی کم ہوتی ہے کبھی زیادہ، وہ نئے نئے شہروں میں داخل ہوتا ہے اور مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتا جلتا ہے، ان میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی، جوان بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی، کبھی وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ حج کرتا ہے، اور اس کے بیوی بچے ہر جگہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو حج کے تقدس اور رعب اور اس کی عظمت و شان اور عبادت و جہاد کی اسپرٹ کو ختم کر سکتی تھیں، اس صورت میں اس کا اندیشہ تھا کہ یہ سفر ایک عام سفر یا پکنک اور تفریح بن جاتا، جہاں حاجی سیاح کی طرح جاتا اور تاریخی مقامات کی سیر کے بعد اسی طرح خالی ہاتھ واپس آجاتا۔

شریعت نے حج کو تقدس کا لباس عطا کیا

اس خطرہ کے سدباب کے لئے شریعت نے حج کو عظمت اور تقدس کا ایک ایسا رنگ عطا کیا ہے جو کبھی اتر نہیں سکتا، اس نے اس کے چاروں طرف ایسی فصیل کھڑی کر دی ہے اور ایسی حفاظتی خندقیں کھود دی ہیں جن کی وجہ سے غفلت و ذہول اور لایعنی اور فضول چیزوں کو اس کے اندر داخل ہونے کا موقع ہی نہیں ہے اس کے لئے اس نے ایسے حکیمانہ اور دقیق احکام دیئے ہیں، جو زندگی پر حج کی گرفت کو مضبوط کرنے اور اس کو اصلاح و تربیت کے ایک رکن اور تقرب الی اللہ کے ذریعہ کی حیثیت سے باقی رکھنے کے پوری طرح ضامن اور ذمہ دار ہیں۔

اس نے سب سے پہلے اس کو اسلام کا چوتھا رکن قرار دیا ہے اور جو اس کی شرطیں پوری کر سکے اس کے لئے اس کو ایک ایسا فریضہ قرار دیا ہے جس سے نہ کسی حالت میں صرف نظر کیا جا سکتا ہے نہ اس کا کوئی بدل ممکن ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران آیت ۹۷)

اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان کا (یعنی) اس شخص کے ذمہ جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کے پاس اس قدر زاد و راحلہ ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہونچا سکے، پھر بھی حج نہ کرے تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا جس کو اس کی استطاعت ہو"۔

لسان نبوت نے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لئے کہ اس سے دل میں طلب و شوق اور ایمان و احتساب کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جب تک یہ دونوں چیزیں کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہ ہوں اور اس کا محرک نہ بنیں اس عمل میں اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حج مبرور کا جنت سے کم کوئی بدلہ نہیں"۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور بدکلامی و بدگوئی اور فسق و فجور سے اپنے کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا"۔ عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ "حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو اس لئے کہ یہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے یا سونے چاندی کے میل کو صاف کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم کوئی چیز نہیں، اور جب مومن احرام میں ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے کے ساتھ اس کے تمام گناہ بھی زائل ہو جاتے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن"۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ نے فرمایا "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان"، عرض کیا گیا، اس کے بعد کیا، فرمایا "اللہ کے راستہ میں جہاد"، دریافت کیا گیا اس کے بعد کون سا، فرمایا "حج مبرور"۔ (متفق علیہ)

میقات حج کے تعیّن کی حکمت

ان دوررس اور حکیمانہ قوانین میں میقات حج کا تعین بھی شامل ہے، اس سے حاجی میں ایک نیا شعور اور فکری و روحانی بیداری پیدا ہوتی ہے، اس کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ شاہی دربار سے قریب ہو گیا ہے اور اس کی مقدس اور محفوظ حدود میں داخل ہو گیا ہے، اگر یہ مواقیت نہ ہوں تو حجاج بیت اللہ تک بلا کسی شعور و احساس کے اس طرح پہونچ جائیں جس طرح دیہاتی اور گنوار لوگ سلاطین و امراء کے دربار میں بلا جھجھک بوجھے گھس جاتے ہیں، اور ذلت کے ساتھ دھکے دے کر نکال دیئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مواقیت کی حکمت اور مختلف جہات سے آنے والوں کے لئے اس خاص جہت کے تعین کا راز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مواقیت کا اصل راز یہ ہے کہ چونکہ ایک طرف مکہ میں آشفتہ حال اور پراگندہ بال ہونے کی تاکید ہے، دوسری طرف اپنے شہر سے احرام باندھ کر سفر کرنے میں کھلی ہوئی دشواری ہے، کسی کا راستہ ایک ماہ کا ہے، کسی کی مسافت دو مہینے سے بھی زیادہ کی ہے، اس لئے مکہ کے اردگرد خاص مقامات متعین کر دیئے گئے ہیں، جہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے اس کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے کہ یہ مقامات معروف ہوں اور عام گذرگاہوں کی حیثیت سے مشہور ہوں۔ اہل مدینہ کے لئے جو میقات (ذوالحلیفہ) ہے وہ نسبتاً سب سے زیادہ دور ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ وحی کا مرکز، ایمان کا قلعہ اور دار الہجرت ہے اور سب سے پہلا شہر ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر ایمان قبول کیا، اس لحاظ سے اس کے باشندے اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ اعلاء کلمۃ الحق میں سب سے زیادہ کوشاں اور عبادت میں سب سے آگے رہیں، عوالی طائف اور یمامہ وغیرہ کے برعکس سب سے پہلے ایمان لانے والے اور سب سے زیادہ اخلاص کا ثبوت دینے والے شہروں اور قریوں میں اس کا شمار ہے، اس لئے اس کی میقات کی دوری میں کوئی مضائقہ نہیں"۔ (حجۃ اللہ ج ۱، ص ۶۰)

احرام حاجی میں شعور اور بیداری پیدا کرنے کا سبب ہے

جہاں تک احرام کا تعلق ہے وہ حاجی میں شعور اور بیداری پیدا کرنے اور غفلت و ذہول دور کرنے کے لئے ہے وہ اس کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی بڑی اہم کوشش کرنے جا رہا ہے اور سب سے مقدس شاہی دربار تک حاضر ہو رہا ہے اس کے علاوہ اس میں مظاہر اور مصنوعی آرائش و زیبائش سے بالکلیہ آزادی ہے، اس لحاظ سے یہ احرام حج کے لئے وہ حیثیت رکھتا ہے جو نماز کے لئے تکبیر تحریمہ جو نمازی کو ایک نئی فضا میں پہونچا دیتی ہے اور آزادی سے نکال کر تھوڑی دیر کے لئے قیود و پابندی میں ڈال دیتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:—

"حج و عمرہ میں جو احرام باندھا جاتا ہے وہ نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح ہے، وہ اخلاص و تعظیم اور عزیمت حج کی ایک ظاہری و عملی صورت اختیار کرتا ہے، اس کا مقصد لذتوں اور عادتوں اور آرائش و زیبائش کی تمام قسموں کو ترک کر کے نفس کو حقیر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز و سرنگوں بنانا اور اللہ تعالیٰ کے لئے آشفتہ سری، پریشان حالی، اور کلفت و تعب کا مظاہرہ کرنا ہے"۔ (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۳۸)

اسی طرح احرام سے باہر آنے اور اس کے قیود و احکام سے رہائی پانے کے لئے بھی ایک خاص طریقہ مقرر ہے جو نفس کو متنبہ اور بیدار رکھتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ حاجی احرام سے بالکل اچانک باہر آ جائے اور تمام چیزوں سے فوراً لطف اندوز ہونے لگے، وہ ایک خاص عمل اور نیت و ارادہ سے احرام اتارتا ہے وہ نماز میں سلام کے ذریعہ اس کی فضا سے باہر آتا ہے اور احرام میں حلق (یعنی سر منڈانے) کے ذریعہ۔

حلق کا راز اور اسکی حکمت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:—

"حلق کا راز یہ ہے کہ اس سے احرام سے نکلنے کا ایک ایسا طریقہ متعین ہوتا ہے جو وقار کے منافی نہیں ہے، اگر لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو ہر شخص جو طریقہ چاہتا اختیار کر لیتا، اس کے علاوہ اس میں پراگندہ بالی اور ژولیدہ سری ہونے کی حالت کا خاتمہ ہے جو پہلے مطلوب تھی، یہ ایسا ہے جیسا نماز میں سلام پھیرنا"۔

(حجۃ اللہ ج ۲، ص ۳۸)

تلبیہ کی ضرورت اور حکمت

اس کے علاوہ حج کو موثر اور مفید بنانے کے لئے جو اقدامات و انتظامات کئے گئے ہیں ان میں تلبیہ بھی شامل ہے جس کی شریعت میں ترغیب آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کو مستحسن قرار دیا ہے، آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، "العج والثج"۔

روایت حضرت ابن عمرؓ (سنن ابن ماجہ)

نفس کو بیدار و ہوشیار اور مقاصد حج سے آشنا اور آگاہ رکھتے ہیں، اور اس کو ایمان و محبت اور ذوق و شوق اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی میں جبہ سائی اور ناصیہ فرسائی کے جذبات و کیفیات سے مست و سرشار کرنے میں تلبیہ کا بڑا دخل ہے۔ اس سے حاجی کے جسم و جان اور اعصاب میں ایمان و روحانیت کا کرنٹ اس طرح سرعت اور تیزی کے ساتھ دوڑ جاتا ہے جس طرح برقی لہر تار و بلب میں، وہ اس کو اسلام کے اس رکن عظیم (حج) کے لئے تیار کرتا ہے جس کی طلب و استعداد، احساس و شعور اور اہتمام و تیاری کا موقع اس کو بعض اوقات ملتا ہے جب وہ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ کی صدا لگاتا ہے تو حج کے بلند مقاصد اور اس کی روح اور اسپرٹ اس کے سامنے پوری رعنائی و دلربائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے، مسرت و ضیاء کا اس کے

ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور محبت و شوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے، توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال کی طرح دوڑ جاتا ہے اور اس کے سارے وجود کو بے قرار و بیتاب و سرشار بنا دیتا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام اور داعیانِ دعوت کے ساتھ فکری و روحانی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے، اور ان کی جماعت میں گھل مل جاتا ہے۔

حج کی دو خصوصیتیں، زماں اور مکان کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے حج کو دو حرمتیں یا دو عزتیں اور خصوصیتیں عطا کی ہیں، زماں کی حرمت اور مکان کی حرمت، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس رکنِ عظیم کی عظمت و جلال اور اپنی ذمہ داری اور فرضِ منصبی کا استحضار اور احساس حاجی کے اندر پوری قوت کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام نقل و حرکت اور قیام و سفر میں ذکی الحس، حاضر دماغ اور بیدار و ہشیار رہتا ہے، اور ایک لمحے کے لئے بھی اس روحانی فضا سے غافل اور بے پروا نہیں ہوتا جو اس کے گرد و پیش میں محیط ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــــ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

(سورۂ توبہ آیۃ ۳٦)

بے شک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینے ہیں، کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں، یہی دینِ مستقیم ہے سو تم ان (مہینوں) کے باب میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے ــــــ

يَسْـَٔــلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ

(سورۂ بقرہ آیۃ ۲۱۷)

اور آپ سے حرمت والے مہینے کی بابت (یعنی) اس میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا (گناہ) ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ــــــ

"بے شک زمانہ اپنی اصل شکل پر لوٹ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔"

ــــــ (مسلم)

جہاں تک مکان کی حرمت کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۂ نمل آیۃ ۹۱)

(آپ کہہ دیجئے) مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالک (حقیقی) کی جس نے اس کو محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملک ہیں، اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ "آج سے ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اور جب تمہیں دین کے لئے پکارا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو۔" آپؐ نے فتح مکہ کے دن یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے حرمت بخشی ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ حرمت اس کے ساتھ قیامت تک وابستہ ہے، مجھ سے پہلے بھی کسی کے لئے اس میں جنگ جائز نہیں ہوئی اور میرے لئے بھی صرف دن کی ایک گھڑی کے لئے اس کی اجازت ملی ہے، اب یہ قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ حرام ہے، نہ اس میں کوئی کانٹا یا تنکا توڑا جا سکتا ہے، نہ شکار ہنکایا جا سکتا ہے، نہ اس کی گری ہوئی چیز اٹھائی جا سکتی ہے" ابن عباسؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا اذخر بھی، اس لئے کہ لوگوں کے لئے اس کی ضرورت پڑتی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ ہاں سوائے اذخر کے۔[1]

حرم میں معصیت یوں بھی سخت چیز ہے، لیکن بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ حرم میں ارادۂ معصیت بھی معصیت میں شامل ہے، بخلاف دوسری چیزوں کے، وہ اس کے ثبوت میں یہ آیت پیش کرتے ہیں ــــــ

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ	اور جو کوئی بھی اس کے اندر
بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ	کسی بے دینی کا ارادہ ظلم سے
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝	کرے گا ہم اسے دردناک
(سورۂ حج آیۃ ۲۵)	عذاب چکھائیں گے۔

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ حرم کی خصوصیت ہے کہ یہاں ظلم کا ارادہ کرنے والا بھی قابلِ مؤاخذہ اور لائقِ عتاب ہے خواہ وہ اس ارادہ کو عملی جامہ پہنا سکے یا نہیں۔

زمان و مکان کی حرمت کے ساتھ احرام کی حرمت کے بھی بہت سے احکام اور خصوصی آداب ہیں، مثلاً حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــــ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ ــــــ (سورۂ مائدہ آیۃ ۹۵)

اے ایمان والو! شکار کو مت مارو، جبکہ تم حالتِ احرام میں ہو۔

دوسری جگہ آتا ہے ــــــ

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ	تمہارے لیے دریائی شکار
الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا	اور اس کا کھانا جائز کیا گیا
لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ	تمہارے نفع کے لئے اور
وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ	قافلوں کے لئے اور تمہارے
صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ	اور جب تک تم حالتِ احرام
حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ	میں ہو خشکی کا شکار حرام
الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝	کیا گیا، اللہ سے ڈرتے رہو
(سورۂ مائدہ آیۃ ۹٦)	جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں ــــــ

"ان اشیاء کی ممانعت محرم یعنی احرام باندھنے والے کے لئے اس لئے ہے کہ تذلل، ترکِ تجمل، پراگندہ بال اور غبار آلود ہونے کی کیفیت حاصل ہو، اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف کا غلبہ اور مؤاخذہ کا ڈر اس پر غالب رہے، اور وہ اپنی خواہشات اور دلچسپیوں میں پھنس کر نہ رہ جائے، ان ممنوعات میں شکار اس لئے شامل ہے کہ وہ بھی ایک قسم کے توسع میں داخل ہے اور دلچسپی اور تفریحِ خاطر کی چیز ہے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۴۴)

حج کا سفر اکثر اوقات ایک طویل سفر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــــ

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو،
يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي	لوگ تمہارے پاس پیدل بھی
كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ	آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر
كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝	بھی، جو دور دراز راستوں سے
(سورۂ حج آیۃ ۲۷)	پہنچی ہوں گی۔

اس میں انسان کو مختلف حالات پیش آتے ہیں، مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، نئے نئے لوگوں کی طویل عرصہ تک صحبت و رفاقت رہتی ہے، طرح طرح کے معاملات سامنے آتے ہیں، اور یہ سب چیزیں بہت سے ممنوعات، غلط قسم کے ترغیبات اور ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش اور لڑائی جھگڑے کی حد تک پہنچا سکتی ہیں، حاجی اس سفر میں بہت سی چیزوں سے تنگ دل ہو جاتا ہے، اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگتا ہے اور اس نتیجہ میں بعض اوقات اس سے ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جن کو وہ اپنے وطن اور اپنے گھر میں بھی برا سمجھتا تھا اور حتی الامکان ان سے بچتا تھا، وہ بعض ایسی معصیتوں اور اخلاقِ قبیحہ میں گرفتار ہو جاتا ہے جو حج کی روح اور مقاصد کے یکسر منافی ہیں، حج میں ان چیزوں کی ممانعت خاص طور پر اسی لئے آئی ہے کہ اس میں اس کا احتمال اور بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ــــــ

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ڼ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

ــــــ سورۂ بقرہ آیت ۱۹۷

حج کے (چند) مہینے معلوم ہیں، جو کوئی ان میں اپنے اوپر حج مقرر کرے تو پھر حج میں کوئی فحش بات نہ ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا، اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے، اللہ کو اس کا علم ہو کر رہے گا، اور زادِ راہ لے لیا کرو، اور بہترین زادِ راہ تو تقویٰ ہے (سو) اے اہلِ فہم میرا ہی تقویٰ اختیار کئے رہو۔

ان قوانین، احکام اور تعلیمات نے (جن کا تعلق قلب و جوارح، نیت و عمل اور زمان و مکان سے براہِ راست ہے) حج کو تقدس و طہارت، تورّع و زہد، مراقبہ و حضور، محاسبۂ نفس اور مجاہدہ و جہاد کی ایک ایسی خلعت عطا کی ہے، جو دوسرے مذہبوں اور ملتوں کے اس قسم کے اعمال میں ہرگز نہیں ملتی، ان کی وجہ سے نفسِ انسانی، اخلاقِ عامہ، اور عام زندگی پر جو اثرات پڑتے ہیں اس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ قدسی کی تصدیق ہوتی ہے۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ	جس نے خاص اللہ کیلئے حج کیا اور پھر وہ ان
رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ	خرابیوں سے بچا، فحش و فجور اختیار کیا تو
(صحاحِ ستہ (باستثنائے ابو داؤد) روایت ابو ہریرہؓ)	ایسا ہو کر لوٹا جیسا اپنی ماں سے جنا تھا۔

ــــــ (ماخوذ از "ارکانِ اربعہ" از مصنف مدظلہ)

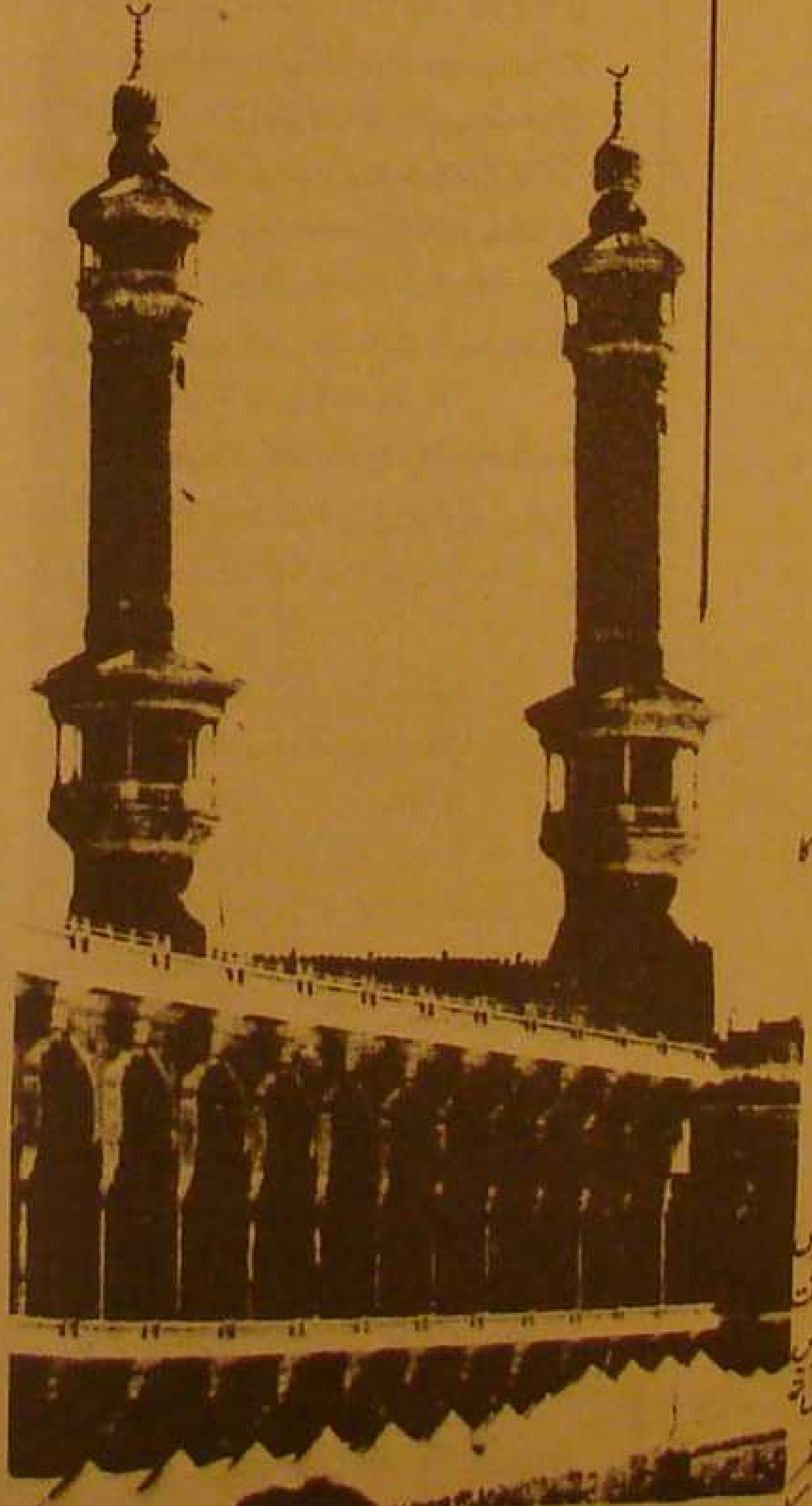

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک
جانا بھی ہو مبارک آنا بھی ہو مبارک
ــــ مولانا محمد تابش

[1] ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے۔

[2] ان دونوں آیتوں کی تفسیر سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام و مسائل اور ان کے اختلافات کو جاننے کے لئے تفسیر "احکام القرآن" کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج

غلام رسول مہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا آخری بڑا واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ حج فرض ہونے کے بعد یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا، اسی موقع پر دین کی تکمیل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ اور عرفات میں خطبات ارشاد فرمائے۔ ان میں اسلامی تعلیمات کے متعلق بعض نہایت اہم بنیادی امور کا ذکر تھا۔ سب سے آخری یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس فرضِ نبوت کی بجا آوری کے لئے مبعوث ہوئے تھے وہ ہر لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ رسالت کا اصل مقصد پورا ہو چکا تھا، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے خطبات میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس نے منشور کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حجۃ الوداع کو سیرتِ طیبہ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا، اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر مکہ معظمہ بھیج دیا، پھر سورۂ براءت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت علیؓ کو یہ آیتیں دے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ حج کے موقع پر سب کو سنا دی جائیں۔

حضور صلعم کا عزمِ حج:

ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کا ارادہ فرما لیا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو ہزاروں مسلمان بے تابانہ شرفِ معیت حاصل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۲٦ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ (۲۲ اپریل سنہ ٦۳۲ء) کو ہفتے کے روز مدینہ منورہ سے چلے اور ذوالحلیفہ میں قیام کیا جو اہلِ مدینہ کے لئے میقات ہے اور تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ہے آج کل اس مقام کو "آبارِ علی" کہتے ہیں۔ ۲۷ ذی قعدہ کو قافلہ نبوی ذوالحلیفہ سے چلا اور ان الفاظ میں تلبیہ شروع ہوا۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

(ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، اے خدا تیرے سامنے حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں، ہر ستائش صرف تیرے لئے ہے اور ہر نعمت تیری ہے، سلطنت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں)

موقع کا راوی بتاتا ہے کہ میں نے آگے اور پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا جہاں تک بصارت مساعدت کرتی تھی آدمیوں ہی کا جنگل نظر آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے لبیک کی صدا بلند ہوتی تو ہر طرف سے اس کی بازگشت آتی اور گرد کے میدان اور پہاڑ گونج اٹھتے۔

اس واقعہ پر چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور ہمارے تمام دینی اعمال کی حیثیت اب بڑی حد تک رسمی سی رہ گئی ہے مگر آج بھی موسمِ حج میں مکہ معظمہ کی مقدس فضا کے اندر اور اس متبرک مقام کے تمام راستوں پر عازمینِ حج کا تلبیہ سن کر ہر انسان خدا پرستی کا ایک نادیدہ پیکر بن جاتا ہے جن خوش نصیبوں نے ۲۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰ھ کو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ قیادت کم و بیش ایک لاکھ اہلِ حق کے تلبیہ کا منظر دیکھا ہوگا، کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے دلوں اور روحوں کا نقشہ کیا ہوگا۔

تلبیہ کی معنوی حیثیت

پھر تلبیہ کی معنوی حیثیت پر غور فرمائیے اس کی مرکزی روح توحید ہے جو دینِ حق کی روحِ حیات ہے، اس کے حرف حرف میں عبودیت و بندگی، عجز و نیاز، بارگاہِ باری تعالیٰ میں حاضری کے وفورِ شوق و شیفتگی کے ایمان پرور محسوسات بے تاب و مضطرب نظر آتے ہیں۔ ساتھ ہی موقع اور محل کا تصور فرمائیے کائناتِ انسانیت کا مقدس ترین وجود ۲۳ سال میں فرضِ نبوت کو بوجہ احسن منزلِ تکمیل پر پہونچا چکا تھا۔ اس کی تعلیماتِ حقہ کے ثمراتِ حسنہ ہر طرف نگاہوں کو روشنی اور قلوب کو ایمان کی دولت سے مالامال کر رہے اور خدائے واحد کے روبرو سرافگندگی و حوالگی کا عشق اس درجہ کمال پر پہونچا ہوا تھا کہ معلوم ہو رہا تھا ایک ایک فرد کے بدن کے رُواں رُواں شکر و سپاس میں سراپا حمد و ستائش بنا ہوا اسی کے آگے سجدہ ریزی کی بے تابیوں کا مرجع و محور ہے۔ یہی اسوۂ حسنہ تھا جس کی پیروی عالمِ انسانیت کے لئے اس زندگی اور آئندہ زندگی میں واحد وسیلہ فوز و فلاح ہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، جو اس پیروی سے سعادت اندوز نہ ہوں گے ان کے لئے دونوں جہانوں میں امید خیالِ خام ہوگی۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ:

۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کو ذوالحلیفہ سے روانہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بہ منزل ۳ ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ کو (۲ مارچ سنہ ٦۳۲ء) سرف پہنچے جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا اور وہیں ان کا مزار بنا۔ ۴ ذوالحجہ (۳ مارچ سنہ ٦۳۲ء) کو اتوار کے دن صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم میں دوگانہ ادا کیا پھر سعی کے لئے کوہِ صفا پر پہنچے۔ وہاں سے کعبہ نظر آیا تو فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

(اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے اور ستائش بھی اسی کو زیبا ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے تمام گروہوں کو شکست دے دی۔

ایک ارشاد کی توضیح:

وعدہ کے ایفاء، اپنے بندے کی امداد اور اکیلے تمام گروہوں کی شکست پر عرب کے زمین و آسمان زبانِ حال سے شہادت دے رہے تھے۔ تیئیس سال [illegible]

کیفیتِ حج

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات

[illegible]

عالمگیر مساوات

[illegible]

اسلامی اخوت

[illegible]

اجتماعی زندگی کی بنیادیں

[illegible]

امن و سلامتی کی راہ

[illegible]

حضور صلعم نے فرمایا

[illegible]

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

سوال۔ ایک شخص نے قربانی کے واسطے ایک جانور خریدا اور پھر وہ عیب دار ہوگیا اب اسے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ اگر کوئی مالدار (جس پر قربانی فرض ہے) قربانی کیلئے ایک جانور خریدے اور پھر وہ عیب دار ہو جائے تو اسکو دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ہوگی اور اگر کوئی غریب (یعنی جس پر قربانی فرض نہیں ہے) قربانی کے لئے کوئی جانور خریدے اور وہ عیب دار ہو جائے تو وہ اسی جانور کی قربانی کرے دوسرا بے عیب جانور خریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال۔ کیا قریہ صغیرہ (چھوٹا گاؤں) جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں ہوتی ہے وہاں بعد نماز فجر قربانی کرنا درست ہے؟

جواب۔ قریہ صغیرہ جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز درست نہیں ہے وہاں بعد نماز (عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے) قربانی کرنا درست ہے اور قریہ کبیرہ اور امصار جہاں جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے، وہاں قربانی عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ہوگی اس سے پہلے ممنوع ہے۔

سوال۔ جانور کی قربانی کے بعد اگر بچہ نکلے تو اسے کیا کرنا چاہئے۔

جواب۔ اگر بچہ زندہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کرے اور اگر مردہ نکلے تو اسے استعمال میں نہیں لاسکتے ہیں فان خرج من بطنها حيا فالعامة انه يفعل به ما يفعل بالام
شامی ۲۸۱

سوال۔ قربانی سے پہلے جانور جس قربانی کے لئے متعین کر دیا گیا اسکا دودھ یا اسکے بالوں کو کاٹ کر استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں۔

جواب۔ قربانی سے پہلے جانور جس کو قربانی کے لئے متعین کر دیا گیا ہو اسکے دودھ یا اس کے بال کا استعمال کرنا درست نہیں بلکہ صدقہ کر دینا لازم ہے، ہاں قربانی کے بعد اسکے بالوں اور تھنوں سے نکلے ہوئے دودھ کو استعمال کرنا درست ہے کیونکہ جس طرح سے اسکے گوشت کو استعمال کرسکتے ہیں اسی طرح سے اسکے بال اور دودھ کو استعمال کرسکتے ہیں۔

سوال۔ بکرا یا بکری، مینڈھا یا دنبہ کی قربانی کتنی عمر میں جائز ہو سکتی ہے

جواب۔ بکرا یا بکری ایک برس سے کم ہو تو قربانی درست نہیں البتہ مینڈھا یا دنبہ اگر دس ماہ کا بھی ہو لیکن اتنا تندرست ہو کہ ایک برس کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی بھی قربانی جائز ہے۔

سوال۔ بھینس یا اونٹ کی قربانی میں کتنے آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

جواب۔ بھینس یا اونٹ کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں یا اپنے متعلقین ہوں یا غیر متعلقین اگر اپنے بھائی وغیرہ ایک گھر کے رہنے والے ہیں تو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر جب وہ آپس میں تقسیم کریں گے تو پھر وزن کرنا ہوگا اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں اس کے بعد اختیار ہے چاہے خود کھا دیں یا دوسروں کو کھلا دیں، بہتر طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرکے ایک اپنے لئے رکھے، ایک احباب کو تقسیم کرے اور ایک فقراء کو تقسیم کر دے۔

سوال۔ غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت دینا کیسا ہے۔

جواب۔ کافر کو قربانی کا اور عقیقہ کا گوشت دینا درست ہے۔

سوال۔ کیا فقیر پر بھی کبھی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

جواب۔ ہاں اگر فقیر قربانی کرنے کی نیت سے جانور خرید لے یا قربانی کرنے کی نذر مان لے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔
عالمگیری

سوال: قربانی کی کھال کی رقم مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال کی قیمت مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے، وہ فقرا اور محتاجوں کا حق ہے، ہاں اگر کسی غریب یا محتاج کو یا کسی عزیز کو مالک بنا دیا جائے اور وہ اپنی خوشی سے مسجد میں صرف کر دے تو یہ درست ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص اپنی طرف سے یا اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے جانور خریدے مگر کسی بنا پر قربانی نہ کر سکے تو کیا اس پر اس جانور کا صدقہ کرنا لازم ہے؟

جواب: ہاں، اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے یا اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے کے لئے کوئی جانور خریدا اور قربانی نہ کر سکا تو اب اس جانور کا یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ اس پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

ولو اشترى شاة عن نفسه او عن ولده فلم يضح حتى مضت ايام النحر وكان عليه ان يتصدق بتلك الشاة او بقيمتها قال الحسن لا يلزمه شئ هكذا في فتاوى قاضي خان
(فتاوی عالمگیری، جلد پنجم، ص ۳۵۱)

سوال۔ عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نفل نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ عیدین کی نماز سے پہلے مطلقاً اور عیدین کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے درمختار میں ہے۔ ولا يتنفل قبلها مطلقا وكذا لا يتنفل بعدها في مصلاها فانه مكروه عند العامة۔ عیدین کی نماز سے قبل مطلقاً نماز نہ پڑھے (یعنی نہ عیدگاہ میں اور نہ اسکے علاوہ دوسری جگہ میں) اور اسی طرح عیدین (کی نماز) کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھے، کہ یہ اکثر کے نزدیک مکروہ ہے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں ایسے وقت میں شریک ہو کر امام تکبیرات سے کم کر فراغت کر چکا ہے تو اب کیا کرے؟

جواب۔ اگر کوئی شخص عیدین کی نماز میں قیام میں اگر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرات شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہنے کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے ورنہ نیت باندھنے کے بعد رکوع میں چلا جائے اور وہاں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر پوری تکبیریں کہنے سے پہلے امام سر اٹھائے تو پھر بھی کھڑا ہو جائے اب بقیہ تکبیریں اسے معاف ہیں۔

سوال۔ اگر کسی کی ایک رکعت عیدین کی نماز میں چھوٹ جائے تو جب وہ اسکو ادا کرے گا تو کس طرح ادا کرے۔

جواب۔ اگر کسی کی ایک رکعت عیدین کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کریگا تو پہلے قرات کرے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس طرح سے دونوں رکعتوں کی قرات میں تکبیر فاصل ہوتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

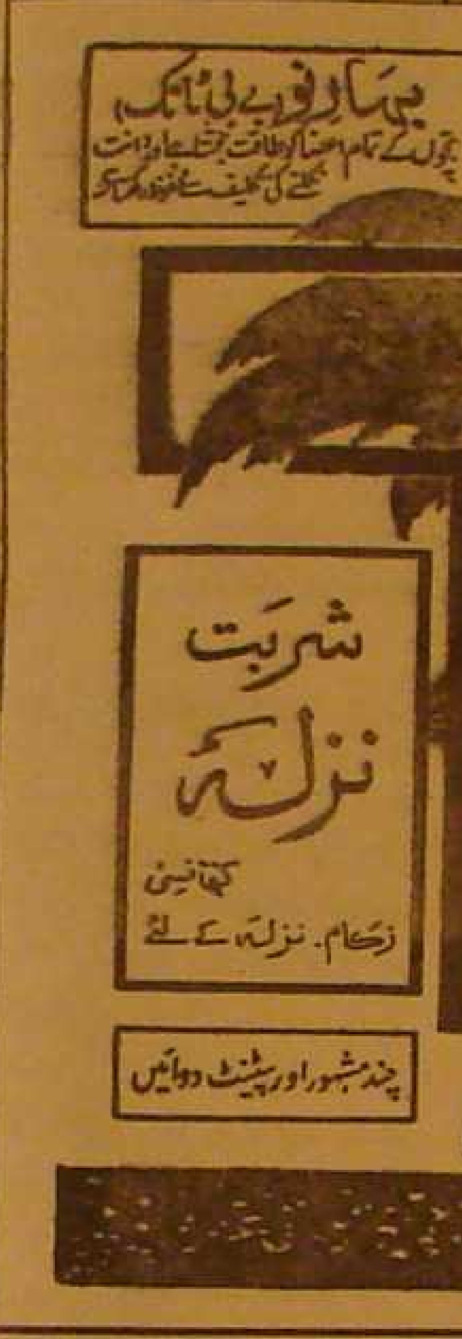

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج بقیہ ص: ۷ سے آگے

گمراہی سے بچنے کا وسیلہ:

پھر فرمایا: میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ یہ اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔

دیکھئے یہ کتاب مسلمانوں کی ہدایت و سعادت کا سرچشمہ تھی، اسی کے مطابق عمل نے ملت اسلامیہ کو عالم انسانیت کی امامت کے درجۂ عالیہ پر پہنچایا۔ آج اسی کو مسلمانوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے وہ مختلف سہارے ڈھونڈتے ہیں جدھر سے کوئی اچھی صدا سنتے ہیں یا بطور خود کچھ لیتے ہیں کہ یہ اچھی ہے ادھر ہی بے تابانہ دوڑتے ہیں لیکن اس پاک کتاب کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو انہیں گمراہی سے محفوظ رکھنے کا واحد اور بہترین ذریعہ ہے۔ آخر میں فرمایا:

"لوگو! نہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی امت وجود میں آنے والی ہے۔ خبردار اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پنجگانہ نماز کے پابند، ماہ رمضان کے روزے رکھو، مال کی زکوٰۃ خوشدلی سے ادا کرو، ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

تکمیل دین: خطبہ شریف کے اختتام پر فرمایا۔

تم سے میرے بارے میں پوچھا جائیگا بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ عرض کیا گیا ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور تین مرتبہ فرمایا، اے خدا! تو گواہ رہنا۔ پھر لوگوں سے کہا کہ جو اس وقت موجود ہیں وہ انہیں سنا دیں جو موجود نہیں۔ گو ہر مسلمان کو داعی حق دار بنا دیا۔ عین اس موقع پر وہ آیت نازل ہوئی جس میں تکمیل دین اور اتمام نعمت کی بشارت دی گئی تھی۔

اب منیٰ کے خطبے یا خطبوں میں سے ایک دو اقتباسات پیش کروں گا۔

دین کامل ہو چکا تھا نعمت تمام ہو چکی تھی۔ وہ امت وجود میں آچکی تھی جو روئے زمین پر خلافت الٰہیہ کا نادر نمونہ پیش کرنے والی تھی اور جس نے تھوڑی ہی مدت میں زندگی کے ہر دائرے کے اندر عظیم الشان خدمات کے لئے انبار لگا دئے جن کی کوئی مثال نہ پہلے موجود تھی اور نہ بعد میں سامنے آسکی۔ عالم انسانیت پر پہلے بھی بار بار انقلاب آچکے تھے مگر ساتویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے سے جس انقلاب کی ابتدا ہوئی اور حجۃ الوداع پر اس کی تکمیل ہوئی وہ ہر نقطۂ نگاہ سے یگانہ و نادیدہ تھا۔ سید سلیمان ندوی مرحوم کے قول کے مطابق ایک نئے نظام، نئی شریعت اور نئے عالم کا آغاز ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زمانہ پھر پھرا کے آج پھر اسی نقطے پر آگیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے تھے۔"

غور کیجئے کہ تاریخ عالم میں جو نیا دور شروع ہو رہا تھا اس کی تعبیر کے لئے اس سے بہتر صورت کیا ہو سکتی ہے کہ زمانہ پھر اسی جگہ آگیا جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق فرمائی تھی۔

پھر جان و مال اور آبرو کا موضوع ذہن مبارک میں آگیا اور اہمیت کے اعتبار سے اسے بڑا مناسب سمجھا لیکن اسلوب بالکل نیا اختیار کیا۔ فرمایا۔

"کچھ معلوم ہے آج کون سا دن ہے؟" لوگوں نے عرض کیا "خدا اور رسول بہتر جانتے ہیں۔" آپ کچھ خاموش رہے اور لوگوں نے سمجھا شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ سکوت کے بعد فرمایا "کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں؟" لوگوں نے کہا "بے شک"

پھر پوچھا "یہ کون سا شہر ہے؟" لوگوں نے کہا "خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں" اس مرتبہ بھی سکوت کے بعد فرمایا "کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں؟" لوگوں نے کہا "بے شک"

اس اسلوب خطاب سے مقصود یہ تھا کہ لوگوں کے دل میں قربانی کے دن، حج کے مہینہ اور مکہ مکرمہ کی حرمت پیوست ہو جائے۔ یہ ہو چکا تو فرمایا۔

"تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں اسی طرح قیامت تک احترام کی مستحق ہیں، جس طرح تمہارے لئے آج کا دن (قربانی کا دن) یہ مہینہ (حج کا مہینہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) احترام کے مستحق ہیں۔"

حجۃ الوداع کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم مدت اس دنیا میں گذاری — روایات مظہر ہیں کہ تکمیل دین کی آیت نازل ہونے (یعنی ۹ ذی الحجہ) سے صرف ۸۱ روز بعد وفات پائی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اردن و شمالی یمن کا علمی و دعوتی سفر

دوسری قسط

نور عظیم ندوی

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ اردن کی شاہی اکیڈمی (المجمع الملكي لبحوث الحضارة الاسلامية) کی خصوصی دعوت پر عمان تشریف لے گئے تھے، لیکن مولانا کی ملاقاتوں، اجتماعات اور تقریروں کا دائرہ بڑا وسیع تھا، یہاں مولانا کو جاننے والوں ان کی کتابوں سے فائدہ اٹھانے والوں اور انکے افکار و خیالات سے متاثرین کی کمی نہیں، اسکے علاوہ مولانا کے ملاقاتیوں اور دوستوں کی بھی اچھی خاصی تعداد موجود ہے، ملک حسین کی معتدل اور متوازن داخلی پالیسی کی وجہ سے اسلامی ذہن و فکر رکھنے والوں اور دعوت اسلامی کے سرگرم کارکنوں کی بھی اچھی تعداد جمع ہوگئی ہے، اس کانفرنس کے موقع پر تو پورے عالم اسلام کا عطر اور خلاصہ جمع ہو گیا تھا اور لوگ مولانا کی موجودگی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے،

۲۷ اپریل کو جمعہ تھا اس روز اکیڈمی کی کانفرنس کا کوئی پروگرام نہیں تھا لیکن یہ دن شاید مولانا کا مصروف ترین دن تھا، چنانچہ عمان کی عظیم الشان اور وسیع مسجد "مسجد صلاح الدین" میں نماز جمعہ ادا کی اور نماز بعد تقریر کا پروگرام تھا، تقریر کیا تھی جذبات کا لاوا تھا۔ جو ابل رہا تھا جس کی شدت اور تپش سے مقرر بھی پگھل رہا تھا اور سننے والوں کو بھی پگھلا رہا تھا، مسلمانوں کا قبلہ اول اور آنحضورؐ کے معراج کی اہم منزل یہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر تھی جسکی عظمت و حرمت یہود کے ناپاک قدموں سے پامال ہو رہی تھی، ایک روز بعد ۲۸ اپریل (۲۷ رجب) کو اس تاریخی دن کی یادگار منائی جانیوالی تھی، جب زمین و آسمان کی دوریاں ہیچ ہوگئیں اور اشرف ترین، اعلیٰ ترین، اقدس ترین انسان نے زمین سے آسمان تک پرواز کی اور قرب خداوندی سے مشرف ہوئے اور ... انہیں امام الانبیاء کا منصب عطا ہوا پھر مسجد جہاں تقریر کرنی تھی اسلام کے اس بطل جلیل (صلاح الدین) کے نام پر، جس نے مدینۃ السلام (بیت المقدس) کو عیسائیوں کے مظالم سے نجات دلائی تھی، مقام کی قربت، موقع کی مناسبت، صلاح الدین کی یاد، تاریخ کا طویل و عمیق مطالعہ اقوام و ملل کے عروج کی زوال سے عبرت و موعظت یہ ساری چیزیں مقرر کے سامنے تھیں جو ان کے جذبات کو گرما رہی تھیں ان کے دل کو برما رہی تھیں ان کی تقریر میں زخموں کی کسک بھی تھی، رنج و الم کی تپش بھی، جذبات کی تندی بھی تھی، ایک مؤرخ کی حکمت و بصیرت بھی اور ایمان کی قوت و صلابت بھی تقریر کا موضوع تھا "من هو الرجل المطلوب" مولانا نے فرمایا:

فلسطین کو آزاد کرانے کا مسئلہ عقیدہ و اخلاق کا مسئلہ ہے قوت ارادہ اور عزم صادق کا مسئلہ ہے جب ارادے پختہ ہوں گے اور دل سچے ہوں گے تو یہ یہود کہر کی طرح چھٹ جائیں گے، ہم کو اس وقت ضرورت ہے ایک نئی تربیت کی خالص اسلامی تربیت کی ایک ایسے عقیدہ کی جو اپنی صداقت و صلاحیت اور قوت و طاقت میں بالکل نیا ہو، ہم کو حاشا و کلا نئے دین کی ضرورت نہیں لیکن ضرورت ہے ایک نئے ایمان کی جب حالات غیر معمولی ہوں تو انسان کو ضرورت ہوتی ہے ایک نئے ایمان کی، عمیق اور قوی ایمان کی زندہ اور پر جوش ایمان کی جو اگر صحابہؓ کے ایمان کے درجہ تک نہ پہونچ سکے تو کم از کم سلطان صلاح الدین اور انکے جھنڈے تلے لڑنے والے مجاہدین کے ایمان کے درجہ کا ہو، قاضی بہاء الدین بن شداد جو سلطان کے رفیق و جلیس تھے ان کے بارہ میں کہتے ہیں،

"انہوں نے محرمات سے توبہ کی لطف و لذت کی چیزوں کو ترک کر دیا اور یہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسے اہم کام کے لئے پیدا کیا ہے کہ تعب اور ناز و نعمت جس کے منافی ہے بیت المقدس کی اتنی فکر تھی کہ اس کے ذہن و دماغ پر اس کا اتنا بوجھ تھا کہ جسے پہاڑ بھی نہیں سہار سکتے، ان کی حالت ایسی تھی جیسے کسی ماں کا اکلوتا بیٹا چھن گیا ہو۔" (النوادر السلطانية ص ۱۵۵)

مولانا نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا جب یہ ذہن اور یہ جذبہ پیدا ہو جائے گا تو آپ ہی لوگوں میں سے نئی شخصیتیں سامنے آئیں گی جو دنیا کو حیران کر دیں گی، اسلام کی تاریخ میں ایسا بارہا ہوا ہے کہ جب فضا تاریک ہو جاتی ہے اور ستارے

(بقیہ ص ۱۵ پر)

"نماز کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات"

از جناب عبد الباسط قریشی (مقیم سعودی عرب)

نماز کی اہمیت وافادیت پر ایک مختصر مگر مفید و مؤثر رسالہ جس میں نماز کے اجتماعی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے اور انسانی زندگی پر اس کے دور رس اور دیرپا انقلابی اثرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مصنف کے اخلاص نے اس رسالے میں ایک خاص کشش پیدا کر دی ہے، زبان سادہ و دلکش، بیان دلچسپ و مؤثر۔ آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت سے آراستہ، صفحات ۵۲ رعایتی قیمت تین روپے (رسالہ انگریزی اور ہندی میں بھی دستیاب ہے)

"زاد کارواں"

(المأثورات: حسن البناء شہیدؒ کا اردو ترجمہ)

از محمد اسعد قاسمی

الاخوان المسلمون کے بانی اور عصر حاضر کے عظیم داعی اسلام شیخ حسن البناء شہیدؒ کے مرتبہ مجموعۂ ادعیہ کا سلیس و رواں اردو ترجمہ جس میں دعا کی اہمیت و ضرورت بتانے کے ساتھ مسنون اور قرآنی دعاؤں کا خصوصی انتخاب کیا گیا ہے۔ ایک ایسا مجموعۂ دعا جس سے استفادہ کرنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے اور جس کا تعلق انسانی زندگی کے اہم پہلوؤں سے ہے۔

دونوں رسالوں میں حضرت مولانا علی میاں مدظلہ کے قیمتی تاثرات بھی شامل ہیں۔

دلکش زبان اور دلآویز طباعت کیساتھ ۱۰۸ صفحات، قیمت پانچ روپے۔

پتہ:

ادارۂ تصنیف و تالیف دار العلوم الاسلامیہ، بستی، یو۔پی

حج اور حقیقت حج

محمد کاظم ندوی

حج کے لغوی اور اصلاحی معنی

حج کے معنی لغت میں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں ٹھہرنا، ان ہی خاص طریقوں سے جو صاحب شریعت سے ہیں اسی خاص زمانہ میں جو شریعت سے ثابت ہیں (علم الفقہ جلد پنجم بحوالہ مراقی الفلاح)

شہرۂ آفاق مصنف علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لغوی اور اصلاحی معنی کی توضیح و تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"حج اسلام کی عبادت کا چوتھا رکن اور انسان کی خدا پرستی اور عبادت کا پہلا اور قدیم طریقہ ہے، اس کے لفظی معنی "قصد و ارادہ" کے ہیں۔ اور اس سے مقصود خاص مذہبی قصد و ارادہ سے کسی مخصوص مقام کا سفر کرنا، لیکن اسلام میں عرب کے شہر مکہ میں جاکر وہاں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنائی ہوئی مسجد خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے اور مختلف مقدس مقامات میں حاضر ہو کر کچھ آداب و اعمال بجالانے کا نام ہے۔

(سیرۃ النبی جلد پنجم صفحہ ۲۴۳)

حج کی فرضیت کب ہوئی؟

حج کی فرضیت ۹ھ کے آخر میں خداوند قدوس کے درج ذیل فرمان کے نزول کے تحت ہوئی

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران ۹۷)

اور اللہ کے لئے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا فرض ہے جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت و قوت رکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حج کا وقت اور زمانہ ختم ہو گیا تھا اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سال آئندہ یعنی ۱۰ھ میں صحابہ کرام کے عظیم مجمع کے ساتھ حج کیا، اس کے بعد آپ کی عمر نے وفا نہ کی، اس لئے یہی حج آپ کا آخری حج کہلایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

حج اور دوسری عبادات میں فرضیت کا فرق

حج کی فرضیت دوسری عبادات کی فرضیت سے بالکل مختلف تھی عام اہل عرب نماز کے اوقات، ارکان اور خصوصیات سے عملاً نابلد تھے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم دی اور بتدریج ان کو ترقی دی، زکوٰۃ ان میں سرے سے موجود نہ تھی اس لئے عام صدقہ اور خیرات کے آغاز سے زکوٰۃ کی عملی فرضیت تک متعدد منزلیں طے کرنی پڑیں روزے نے بھی یوم عاشورہ سے لیکر رمضان تک مختلف قالب بدلے، لیکن حج عرب کا ایک ایسا مشہور شعار تھا جس کے تمام ارکان و اصول پہلے سے موجود تھے، صرف ان کا عمل اور طریق استعمال بدل گیا تھا، یا ان میں بعض مشرکانہ رسوم داخل ہو گئے تھے۔ اسلام نے ان مفاسد کی اصلاح کر کے یک دفعہ حج کے فرض ہونے کا اعلان کر دیا۔ (سیرت النبی جلد پنجم صفحہ ۲۶۳)

فرضیت حج امت محمدیہ کیساتھ خاص ہے۔

اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حج کا رواج ہے اور اسی وقت سے لوگ حج کرتے آرہے ہیں، مگر اس امت یعنی امت محمدیہ سے پہلے کسی امت پر حج فرض نہ تھا۔ صحیح یہی ہے کہ حج کی فرضیت اسی آیت کریمہ کے ساتھ خاص ہے (علم الفقہ جلد پنجم ص)

حج کی حقیقت: حج کی حقیقت بیان کرتے ہوئے شہرۂ آفاق مصنف علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "سیرت النبی" میں رقمطراز ہیں۔

"حج کی حقیقت خدا کی رحمتوں اور برکتوں کے مورد خاص میں حاضری، حضرت ابراہیم کی خدائی دعوت پر لبیک کہنا اور اس عظیم الشان قربانی کی روح کو زندہ کرنا ہے یعنی ان دو برگزیدہ بندوں کی پیروی اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تسلیم و رضا اور فرمانبرداری اور اطاعت الٰہی کے ساتھ اپنی گردن جھکا دینا، اور اس معاہدہ کو اور عبودیت کے اظہار کو اس طرح بالانا جس طرح وہ ہزاروں برس پہلے بجالائے اور خدا کی نوازشوں اور بخششوں کے مالامال ہوئے یہی ملت ابراہیمی اور یہی حقیقی اسلام ہے یہی روح اور یہی باطنی جذبہ ہے جس کو حاجی ان بزرگوں کے مقدس اعمال اور قدیم دستوروں کے مطابق حج میں اپنے عمل اور کیفیت سے مجسم کر کے ظاہر کرتے ہیں، متمدن کے اسی ابتدائی دور کی طرح وہ ان دنوں کی طرح میلے اور سادہ کپڑے پہنتے ہیں، وہ خود اپنے کو حضرت اسمٰعیل کی طرح خدا کے حضور میں نذر کرتے جاتے ہیں اس لئے اتنے دنوں تک سر کے بال نہ منڈاتے ہیں نہ ترشواتے ہیں، دنیا کے عیش و نشاط اور لذت کی زندگی سے پرہیز کرتے ہیں، نہ خوشبو لگاتے ہیں، نہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں، نہ سر ڈھانپتے ہیں اور اسی والہانہ انداز سے جس طرح حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام تین دن کے سفر کے گرد و غبار میں اٹے ہوئے دوڑتے ہوئے خدا کے گھر میں آئے تھے آتے ہیں اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی پکار پر لبیک کہا تھا، وہی تین ہزار برس پہلے کا ترانہ انکی زبانوں پر ہوتا ہے۔

(جلد پنجم ص ۲۶)

حج اور چند آیات قرآنی

فضیلت حج کے ...

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (آل عمران ۹۷)

اللہ کی رضامندی کے لئے خانہ کعبہ کا حج کرنا اس شخص پر فرض ہے جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

ایک اور مقام پر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (بقرہ ۱۹۶)

اللہ کی رضامندی کی خاطر حج اور عمرہ مکمل کرو۔

اسلام کے جتنے عملی ارکان ہیں ان میں سے ہر ایک کے ... کوئی نہ کوئی محور ضرور ہے جس کے ارد گرد ارکان گھومتے ہیں، حج کا محور بیان کرتے ہوئے خداوند قدوس فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ (حج ۲۹-۳۰)

پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کردیں اور اپنے واجبات کو پورا کریں، اور ان ہی ایام معلومات میں، اس مامون گھر کا بار بار طواف کریں، یہ بات ہو چکی اور جو شخص اللہ کے محترم احکام کی وقعت کریگا سو یہ وقعت کرنا اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کرکے ایک مقام پر ان الفاظ کے ذریعہ حج کا اعلان کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ تمہارے پاس مختلف انداز سے آئیں گے۔

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔ (حج ۲۷)

اور لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کردو (جس سے کہ) لوگ تمہارے پاس (حج کو) چلے آئیں گے پا پیادہ بھی اور (جو اونٹنیاں سفر کے باعث) دبلی ہو گئی ہوں ان اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز رستوں سے پہونچی ہوں گی۔

حج کے دوران بے حکمی، بے حیائی، جھگڑا و تکرار سے منع کیا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ تم لوگ جو کچھ اچھا عمل کرو گے حق تعالیٰ شانہ اس کو جانتے ہیں۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ

... ہے، نہ کوئی بے حکمی ... شخص ... غور کرے تو پھر (اس کو) نہ فحش (بات) جائز ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے، اور نہ کسی قسم کا نزاع (زیبا) ہے حج میں جو نیک کام کروگے خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے۔

حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے

حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے وہ اسلام کی ایسی ہی عبادت ہے جیسی کہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ صاحب استطاعت مسلمان پر اس کی ادائیگی ضروری قرار دی گئی ہے صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں اور حج فرض ہو جائے تو علی الفور حج کرنا فرض ہے اور دوسرے سال تک اسمیں تاخیر کرنا گناہ ہے (علم الفقہ جلد پنجم) مسلم شریف میں ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! یقیناً حق تعالیٰ شانہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم سب حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ نے سکوت فرمایا۔ حتیٰ کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا ہاں تو یقینی طور پر ہر سال کے لئے ضروری ہو جاتا اور بلاشبہ تم لوگ ہر سال حج نہ کر سکتے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ کہا یا کیا کروں وہ مجھ سے نہ پوچھا کرو اس لئے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے تو انبیاء علیہم السلام سے زیادہ سوال کرنے اور اختلاف کرنے سے ہلاک ہوئے، لہٰذا جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو حتی الامکان اس کو کرو اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کردوں تو اس کو چھوڑ دو۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا

لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا الْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ (ص ۲۲۳)

اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور اگر فرض ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کر سکتے حج ایک مرتبہ فرض ہے اور جو زیادہ کریگا وہ نفل ہے

حج کی تاکید اور فضیلت

حج اسلام کے ان ارکان میں سے ایک ہے، جس پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَىٰ خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (مشکوٰۃ ص)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کی گواہی دینا نماز قائم کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا مشکوٰۃ شریف ص ۲۲ پر ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل بہتر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا پھر دریافت کیا گیا کونسا عمل بہتر ہے آپ نے فرمایا

الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

راہ خدا میں جہاد کرنا۔

پھر پوچھا گیا کون سا عمل بہتر ہے آپ نے فرمایا۔

حج مبرور - حج مبرور

بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں، مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے

اَلْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (مشکوٰۃ ص)

حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی، تو آپ نے فرمایا "تمہارا جہاد حج ہے"

حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرنے کے متعلق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ إِلَّا الْجَنَّةُ (ص)

حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کیا کرو، وہ دونوں فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں۔ جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔

حاجی کی فضیلت اب تک آپ نے حج کی تاکید اور فضیلت پر نظر ڈالی ہے اب حج کرنے والوں کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنئے، بخاری و مسلم اور مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

جس نے اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے حج کیا اور درمیان حج بے حیائی اور فسق و فجور نہ کیا۔ تو وہ اسی طرح (بے گناہ ہو کر) لوٹے گا جیسے اسدن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

ابن ماجہ میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں، تو ان کی دعا قبول کرے، اور وہ اس سے مغفرت مانگیں، تو اللہ ان کی مغفرت کرے۔

یہی روایت مشکوٰۃ ص ۲۲۲ پر ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ انکی دعا قبول کرے، اور اگر مغفرت کی درخواست کریں، تو مغفرت فرمائے۔

نسائی میں ہے، ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ، الْغَازِي، الْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ۔

اللہ کے مہمان تین ہیں، جہاد کرنے والے، حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ (مشکوٰۃ ص)

اگر تم حج کرنے والوں سے ملاقات کرو۔ تو اس سے سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تمہارے لئے استغفار کرے کیونکہ اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت درج ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ جو شخص حج یا جہاد یا عمرہ کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے پھر راستہ میں مرجائے تو اس کے اللہ تعالیٰ حاجی، غازی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

مشکوٰۃ میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔

مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِهِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِي وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ (ص)

جو شخص حج، عمرہ، جہاد کرنے کی غرض سے نکلا پھر راستہ میں مرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے حاجی، غازی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب مرحمت فرماتے ہیں۔

حج نہ کرنے والے کی مذمت جن لوگوں پر حج فرض ہوا، اور انہوں نے اس فریضہ کی ادائیگی میں تساہلی سے کام لیا، اور حج نہ کر سکے، ایسے لوگوں کے لئے احادیث میں بہت سی وعیدیں آئی ہیں بہتر تو یہ ہے کہ جیسے ہی کسی شخص پر حج فرض ہو اور وہ ہر طرح سے حج کو جا سکتا ہو اور وہ ہر ایسے شخص کو چاہئے کہ اول مرحلہ میں اس فریضہ سے سبکدوشی حاصل کرلے اور یہی مستحب بھی ہے حدیث نبوی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ (مشکوٰۃ ص)

جو شخص حج کی نیت کرے تو اسے چاہئے کہ وہ جلدی کرے

اس کے برخلاف اگر کوئی شخص ٹالتا رہا۔ اور بغیر حج کے فریضہ کے ادا کئے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو ایسے افراد کے بارے میں اللہ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَىٰ بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ يَقُولُ، وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (رواہ الترمذی)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص توشہ اور ایسی سواری رکھتا ہو، جو خانہ کعبہ تک پہونچادے اور حج نہ کرے تو ایسے شخص کے لئے یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے خانہ کعبہ کا حج کرنا اس شخص کے ذمہ ضروری ہے جو وہاں تک جا سکتا ہو

ایک دوسری روایت ابو امامہؓ سے اسطرح منقول ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا ظالم حاکم یا معذور کردینے والا مرض حج سے نہ روکے اور وہ حج نہ کرے تو ایسا شخص چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر

ان روایات کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو حق تعالیٰ شانہ نے اس لائق بنایا ہے کہ وہ حج بیت اللہ کر سکیں تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ عمر کے جس مرحلہ میں بھی ہوں اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوشی حاصل کریں، کیونکہ انسان کی زندگی فانی ہے۔ موت کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ وہ کس وقت آجائے اور وہ انسان کو اپنا لقمہ بنالے۔ اور وہ غافل انسان اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کی ادائیگی سے محروم رہ جائے جس کا آخرت میں حساب و کتاب دینا پڑے

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس فریضہ کی ادائیگی کی فکر رکھتے ہیں اور دنیاوی ہنگاموں اور دنیاوی مشکلات اور کاروبار میں رہتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے رخت سفر باندھ لیتے ہیں اور انتہائی مسرت و شادمانی خوشدلی اور کیف و مستی کے ساتھ والہانہ انداز انداز میں اس فریضہ کی ادائیگی کرتے ہیں

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن پر حج فرض ہے مگر وہ اس لئے حج کے سفر پر روانہ نہیں کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہاں پہونچکر موت آجائے اور مال و دولت، اثاثہ و دولت اور بیوی بچے سب چھوٹ جائیں حالانکہ اس سرزمین میں موت آجائے یہ عین سعادت کی بات ہے، خوش نصیب اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اس سرزمین میں موت آجائے، جس زمین میں خود آقا و مولیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم، بے شمار صحابہ کرامؓ صحابیات اور ازواج طاہرات اور اکابرین امت آرام فرما ہیں ان حضرات کے جوار میں پہونچ کر تہ خاک ہو جانا یقیناً خوش قسمتی اور خوش نصیبی کی بات ہے۔

اگر حق تعالیٰ شانہ کے فریضہ کی ادائیگی میں بال بچے، اور مال و اثاثہ کی محبت رکاوٹ کا ذریعہ بنے، خدا اور رسولؐ کے احکامات پامال ہوں تو ایسے اموال و اولاد کو شریعت نے فتنہ کہا ہے اور آزمائش کی چیز بتاکر

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

تمہارے اموال اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے۔

ایک مقام پر یہ بتایا گیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں ذکر اللہ سے غافل نہ کردے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردے۔

امام اہلسنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔

"وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے، اس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھوں کو روشن کرے جہاں سے اسلام نکلا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہیں پیدا ہوئے۔ وہیں نبی ہوئے برسوں وعظ فرمایا۔ صدہا صحابہؓ سوتے ہیں، وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو۔ اس پرانے اور باعظمت گھر کا طواف کرے جس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھیرا کرتے تھے۔

حج بدل عبادات کی فہرست میں حج ایسی عبادت ہے جس میں بدن بھی استعمال ہوتا ہے اور مال و اثاثہ بھی خرچ ہوتا ہے اس کے برعکس نماز، روزہ بدنی عبادتیں کہلاتی ہیں، اور زکوٰۃ، صدقہ خیر خیرات وغیرہ مالی عبادتیں شمار کی جاتی ہیں۔ اگر کسی کی طرف سے حج بیت اللہ کیا جائے تو اس کا ثواب اس کو ملے گا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حج بدل کے لئے شریعت نے جو شرائط مقرر کئے ہیں ان شرائط کے پائے جانے کے ساتھ ساتھ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی جانب سے حج ادا کرے تو حق کی طرف سے یہ فریضہ ادا کہا گیا ہے، اس کے ذمہ سے اس کا فریضہ ساقط ہو جائے گا اور اس کو اس کا اجر و ثواب بھی ملے گا اس سلسلہ میں چند روایتیں ذکر کر دینا اس باب میں کافی ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہیں وہ سواری پر سوار ہونے پر قادر نہیں ہیں کیا میں ان کی جانب سے حج کر سکتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہاں" اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

ایک دوسری روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی ہے اور وہ مر گئی تو میں کیا کروں، حضور نے فرمایا۔ اس کے اوپر قرض ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں (یقیناً) میں ادا کرتا، اس پر آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

اسی طرح مقام روحا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ایک قافلہ سے ہوئی آپ نے دریافت کیا کون لوگ ہیں؟ ان لوگوں

نے عرض کیا مسلمان ہیں، پھر ان لوگوں نے خود ہی دریافت کیا، آپ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ کے رسول، اتنے میں ایک عورت نے اپنے بچے کو آگے بڑھاتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں! اور تمہیں اس کا بدلہ اور ثواب ملے گا۔ (رواہ مسلم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا حج شرعی عذر کی بنا پر چھوٹ جائے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کی طرف سے مامور ہوکر ادا کردے تو اس بندے کو اس کا اجر و ثواب ملے گا اور حج کرنے والے کو بھی اجر و ثواب ملے گا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال۔ کیا حج بدل کرنے والے شخص کے لئے پہلے سے حاجی ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا عورتیں مردوں کی طرف سے حج بدل کرسکتی ہیں یا نہیں، کیا غلام آزاد کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ احناف کے یہاں عورتوں سے غلام سے اور اس شخص سے جس نے اپنے لئے حج بھی نہ کیا ہو حج کرالینا درست ہے فرضیت ساقط ہوجائے گی (علم الفقہ جلد پنجم ص۱۰۱)

امام شافعیؒ کے یہاں مرد ہونا، آزاد ہونا اور پہلے اپنی طرف سے حج کرچکنا ضروری ہے، ان کے نزدیک عورت اور غلام اور اس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہیں جس نے کبھی اپنے لئے حج نہ کیا ہو۔ (حاشیہ علم الفقہ جلد پنجم ص۱۰۱)

حج اور اسوۂ صحابہؓ

حج کی فرضیت کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک مرتبہ حج کا موقع ملا آپ کی زندگی کا یہ پہلا اور آخری حج تھا، جسے دنیا "حجۃ الوداع" کے نام سے جانتی ہے اس کے بعد آپ کی عمر نے ساتھ نہیں دیا اور آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا، مگر آپ کے جانثار اصحابؓ جو آپ کے دیوانے اور پروانے تھے آپ کی ہر ہر ادا کو اپنانا ان حضرات کا معمول زندگی میں داخل تھا آپ کی ایک ایک ادا کو اپنی زندگی کے ہر ہر گوشہ گوشہ میں جاری ساری کرنا انہوں نے نصب العین بنالیا تھا، چنانچہ ان کی زندگی کے سارے امور جس طرح نمایاں ہیں، ان امور میں سے حج کرنا بھی ایک ایسا کام تھا جسکی مثال وہ حضرات اپنے آپ تھے، ان اصحابؓ کے حج کے تذکرے اور واقعات سے احادیث وسیر کی کتابیں مالا مال ہیں۔

صحابہ کرامؓ جس ذوق و شوق سے حج کرتے تھے اس کا موثر منظر حجۃ الوداع میں دنیا کو نظر آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا اعلان فرمایا، تو مدینہ منورہ میں بکثرت صحابہ کرامؓ جمع ہوئے آپؐ مقام بیدا میں پہونچے تو صحابہ کرامؓ کا اس قدر اژدہام تھا کہ دائیں بائیں آگے پیچھے آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ (مسلم شریف)

تمام خلفاء اپنے زمانہ خلافت میں ان میں سے حج کرتے تھے اور خود حاجیوں کے امیر ہوا کرتے تھے، حضرت عثمان غنیؓ کی مدت خلافت دس سال ہے۔ اور اس مدت میں انہوں نے متصل ہر سال حج کئے، اخیر سال جب لوگوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور خود نہ جاسکے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو حاجیوں کا امیر بنا کر بھیجا (اسوہ صحابہؓ ص۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سخت سے سخت حالت میں بھی حج قضا نہیں فرماتے تھے، حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان جنگ شروع ہوئی، اور خود مکہ محاصرہ میں آگیا، تو انہوں نے اس حالت میں بھی طے کرنا چاہا صاحبزادے نے روکا تو بولے! کہ ہمارے سامنے رسول اللہ کا نمونہ اور اسوہ موجود ہے آپ جب حج کے لئے چلے تو کفار نے روک دیا، اگر مجھے بھی روکا جائے گا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

اگرچہ اسلام میں رہبانیت اور سادہ پن نہیں ہے، اسلام نے اس چیز کو یکسر ختم کردیا ہے پھر بھی بعض صحابہ کرام اپنی طرف سے اپنے لئے بہت سی چیزیں ضروری قرار دے لیتے تھے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ رسول خدا نے ایک بوڑھے صحابی کو دیکھا کہ اپنی کو بیٹیوں کے سہارے پیدل چل رہے ہیں آپؐ نے دریافت کیا کیا معاملہ ہے، معلوم ہوا کہ پیدل حج کرنے کی منت مان رکھی ہے۔ آپؐ نے سوار ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ "خدا اس کی جان کو عذاب میں ڈالنے سے بے نیاز ہے۔ (بخاری)

صحابیات کا طرز عمل

صحابیات کا شمار امت کی ان خواتین میں ہوتا ہے جنہوں نے دنیا میں ایسی پاکیزہ اور محتاط زندگی بسر کی جن کی مثال ملنی مشکل ہے، حج کے سلسلہ میں جب یہ اعلان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جائیں گے تو اس وقت اسماء بنت عمیس اگرچہ حاملہ تھیں اور اسی سفر میں وضع حمل بھی ہوگیا، پھر بھی وہ سفر میں شریک ہوئیں۔

صحابیات کے ذوق شوق کا یہ عالم تھا کہ ایک خاتون نے خانہ کعبہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور اس سلسلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرایا تو آپؐ نے فرمایا کہ پیدل بھی چلیں اور سوار بھی ہوں (بخاری)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا بہترین جہاد حج مبرور ہے۔ اس کے بعد سے وہ کبھی بھی حج کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں (البخاری)

"حجۃ الوداع" کے موقع پر حضرت عائشہؓ کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہوگئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا بیٹھی رو رہی ہیں، دریافت فرمایا کہ کیا قصہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کاش میں اس سال حج نہ کرتی، آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ تو فطری چیز ہے، تمام مناسک ادا کرو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ (ابوداؤد)

زیارت روضۂ رسولؐ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کرنا حج کے ارکان وغیرہ میں تو داخل نہیں ہے۔ کہ اس کے بغیر حج مکمل نہ ہو، مگر اتنی بات ضرور کہی جاسکتی ہے، کہ جس نے حج کیا اور حضورؐ کے روضہ کی زیارت نہ کی تو وہ بدقسمت ہے۔ کیوں کہ بقول حضرت امام اہلسنت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اس آستانہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے، نمونہ کے طور پر چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوتی ہے

(۲) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے، اور میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارش کروں۔

(۳) رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرکے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام پر مرجائے گا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائیگا

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی، اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا۔

(یہ پانچوں روایتیں علم الفقہ جلد پنجم ص۱۴۵، ۱۴۶ سے منقول وماخوذ ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے بہت سے واقعات ہیں، جن سے ان حضرات کے ذوق و شوق اور آپ سے محبت والفت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت بلالؓ کا مشہور واقعہ احادیث وسیر اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جہاں صحابہ کرام کو صدمہ پہنچا تھا ان میں حضرت بلالؓ بھی تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی نے ان پر اس قدر اثر ڈالا کہ آپ کے وصال کے بعد ان کا مدینہ منورہ میں رہنا دوبھر ہوگیا ان کی طبیعت بے چین ہوگئی کہ جب آقا ہی نہ رہے تو میں یہاں رہ کر کیا کروں گا لہٰذا انہوں نے مدینہ منورہ کو خیرباد کہہ کر شام میں سکونت اختیار کرلی، عہد فاروقی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم میری زیارت کو نہیں آتے، خواب دیکھنے کے بعد ہی مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر بہت زیادہ روئے، ایک دن حضرات حسنینؓ نے اذان کہنے کی فرمائش کی، آپؓ نے ان کی تعمیل حکم میں اذان دی، مدینہ کی گلیوں میں کہرام مچ گیا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم تازہ ہوگیا "اشہد أن محمداً" پر پہونچ کر ان کی عجیب و غریب حالت ہوگئی اور اذان مکمل کئے بغیر اتر آئے۔

حضرت فاروق اعظم جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا، کہ کعب! کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تم میرے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرو۔ کعب احبار ان کے ساتھ خاص زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے۔ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بہ تمام سلام عرض کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر سلام عرض کرتے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ ابن عمرؓ قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے تھے، انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے سو بار سے زیادہ دیکھا ہے، وہ قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر کہتے، السلام علی النبی، السلام علی أبی بکر، السلام علی أبی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اس لئے کہ ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پہونچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

ان حضرات کا تو خود معمول تھا کہ خود زیارت کرتے اور روضۂ اقدس پر حاضری دیتے، سلام عرض کرتے، اور اگر خود حاضر نہ ہوتے تو قاصد کو بھیج کر سلام عرض کراتے، ایک ہم ہیں کہ اگر زیارت کی غرض سے حرمین کا سفر کرتا ہے تو وہاں کی قیمتی چیزیں لانے کی فرمائش کرتے ہیں، کوئی کپڑے منگاتا ہے تو کوئی گھڑی، کوئی ریڈیو منگاتا ہے تو کوئی ٹیپ ریکارڈ، اور نہ جانے کن کن چیزوں کی فرمائش کرتا ہے مگر یاد نہیں آتا تو صرف یہ کہ آقا کی حضوری میں سلاموں کا نذرانہ بھیجنا،

کاش ہم مسلمان کو ہوش آتا، جسکے نتیجہ میں صحیح مسلمان بنتے!!!

عالم اسلام

محمود الازہار ندوی

مغربی جرمنی میں مسلمان طالبہ کی مقدمہ میں جیت

مغربی جرمنی کی ایک نوجوان مسلم طالبہ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھکے ہوئے سر اور چہرہ کے ساتھ شناختی کارڈ کا مقدمہ جیت لیا ہے لنڈاین میونسپلٹی کے محکمہ مردم شماری نے اس نوجوان طالبہ سے اصرار کیا تھا کہ وہ شناختی کارڈ کے لئے ایسی تصویر پیش کرے جس میں اسکا سر اور چہرہ واضح کھلا ہوا نظر آئے، جج کارل ہینز کرے نے مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے اس بات کی توثیق کی کہ ایک مسلمان عورت کو اپنا سر اور چہرہ ڈھانپے رکھنے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کہ عیسائی راہباؤں کو، جج نے اس بات کو تسلیم کیا کہ مغربی جرمنی کا جمہوری آئین بھی ملک میں رہنے والے تمام لوگوں کو مذہبی آزادی کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔

مصر فرانس اور امریکہ سے ہتھیار حاصل کرے گا

مصر کو فرانسیسی میراج ۲۰۰۰ قسم کے ۲۰ لڑاکا طیاروں کی پہلی کھیپ آئندہ سال کے اوائل میں مل جائے گی، مصر کے نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع عبدالحلیم ابوغزالہ کا ایک بیان قاہرہ کے اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے مصر کو آئندہ سال امریکی ساخت کے جاسوسی طیارے اور طیارہ شکن میزائل بھی مل جائیں گے اسی سلسلہ میں معاہدہ پر دستخط ہوچکے ہیں یہ طیارے اواکس طیاروں سے سستے ہیں وزیر دفاع نے کہا مصر اندرون ملک امریکی یا فرانسیسی ساخت کا راڈار کے نظام کے پرزے جوڑ کر تیار کرنے کے بارے میں غور کررہا ہے۔ اور مصر میں نومبر میں اسلحہ کی ایک بین الاقوامی کانفرنس لگائی جائے گی جس میں ۱۱۰ بین الاقوامی فرمیں حصہ لیں گی۔

بھیونڈی کے دنگوں میں ۲۷۸ افراد مارے گئے ۱۲۶ لاپتہ

بھیونڈی، بمبئی، تھانے اور کلیان کے حالیہ فسادات میں کل ۲۷۸ افراد مارے گئے اور ۱۲۶ افراد لاپتہ ہیں یہ اطلاع مہاراشٹر اسمبلی میں وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے دی ہے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ فسادات کے دوران کل گیارہ سو پندرہ افراد زخمی ہوئے اور لگ بھگ ۶ کروڑ ۶۶ لاکھ روپئے کا نقصان ہوا، ۴۵۳ افراد کو تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے تحت گرفتار کیا گیا، ۱۵۰ افراد کے خلاف قومی سلامتی کے قانون کے تحت کاروائی کی گئی، فسادات کے دوران ۹۸ افراد صرف بمبئی شہر میں مارے گئے وزیر مملکت مسٹر ویلش مکو نے بتایا کہ مہاراشٹر سرکار بلوائی پاکستانیوں کو جلد سے جلد مہاراشٹر سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہے اس کے علاوہ غیر قانونی ہتھیاروں کی تیاری سے نمٹنے کے لئے ایک الگ محکمہ بنایا گیا ہے، ریاستی پولیس کو ہتھیار مہیا کرنے کے علاوہ نئے پولیس اسٹیشن بھی بنائے جائیں گے۔

روس کویت کو جدید ترین اسلحہ فراہم کرے گا

روس اور کویت کے درمیان اسلحہ کی فراہمی کے بارے میں سمجھوتہ طے پا گیا ہے کویت کی خبر رساں ایجنسی کے مطابق ماسکو میں کویت کے وزیر دفاع اور روس کے اعلیٰ افسروں نے ایک معاہدے پر دستخط کردیئے ہیں جس کے مطابق روس کویت کو بحری، بری اور فضائی افواج کے لئے جدید ترین اسلحہ دے گا، کویت کی سرکاری خبر ایجنسی نے اسلحہ کی تفصیل نہیں بتائی۔

ریڈیو ماسکو کے مطابق کویت کے وزیر دفاع نے اخبار نویسوں کے سوالوں کے جواب میں کہا کہ روس کی طرف سے جو اسلحہ دیا جائے گا اسکے استعمال کی تربیت کویت کے فوجیوں کو روس دیگا، اور دونوں ملکوں کے مابین ہتھیاروں کی فروخت کے معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اور فوجی تعاون کے سمجھوتے کی کوئی بات چیت نہیں ہوئی، واضح رہے کہ اس سے قبل طہران ریڈیو نے خبر دی تھی کہ روس نے کویت کو دوستی اور تعاون کے معاہدے کی پیشکش کی ہے۔

نیوزی لینڈ میں مسلمان مسجد صرف ایک

مشرق بعید کا ملک نیوزی لینڈ اپنی نوعیت کا منفرد ملک ہے جو اپنی خصوصیت اور انفرادیت میں درخشندہ ہے جانور اور چراگاہ اور پھیلے ہوئے سمندر اور پہاڑیاں دور دور تک نظر آتی ہیں ہرا بھرا میدان مگر انسانوں کا فقدان، آبادی کی کمی ہر چہار طرف نظر آتی ہے عمدہ قسم کی بسیں چند بیٹھنے والوں سے ہی تسلی کرلیتی ہیں، آزاد ہونے کے باوجود برطانیہ گورنر جنرل مقرر کرتا ہے اور پونڈ پر برطانیہ کی ملکہ کا فوٹو ہوتا ہے ملک کے تمام قاعدے برطانوی ہیں۔۔۔

نیوزی لینڈ کی اصل قوم جسے MAORI کہتے ہیں آٹے میں نمک کے برابر ہلکے رنگ ہندوستانی ناک دبی ہوئی جسم بھاری اور گوری قوم جو برٹش کے دور سلطنت میں بسائی گئی اکثریت میں ہے پورے ملک کی آبادی ۳۰ لاکھ ہے سورج کی پہلی کرن اس ملک کے کونے کونے پر سنہری چادر پھیلاتی ہے اور ٹھنڈک سے باغ و بہار پیدا کرتی ہے،

مکانات ماسٹر پلان پر بنائے گئے ہیں ہر مکان کے چاروں طرف خالی جگہ ہے اور آگے پیچھے باغیچے اور کار گیرج ہے کاروں کی بھرمار ہے مکان ایک ہی منزلہ پسندیدہ ہے صرف دو تا چند منزلہ آکلینڈ شہر کی وسعت دنیا کے سب سے بڑے شہر کے برابر ہے، ساک پارک بھی خوب ہے۔

گورے اور اصلی باشندوں کا مذہب اور مشرب ایک ہی ہے صرف نسلی فرق ہے ان میں سے کوئی مسلمان نہیں اندازہ ہے کہ پورے ملک میں تین ہزار مسلمان ہوں گے، اور آکلینڈ میں ایک ہزار، یہ مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ہیں اور آج کے ترقی یافتہ حضرات کے بیچھے ہوئے جملوں کے شکار بن گئے ہیں ان کی ترقی اور اسلام کا بقا کا راز موجودہ اقوام کے ساتھ چلنے میں ہے لہٰذا اسی میں بہت سے خاندان گم ہوکر زندگی بسر کررہے ہیں ان کی نسلیں مذہب بدل چکی ہیں بہت سے خاندانوں نے گوری اقوام سے شادی کرلی ہے مرنے کے بعد انکی نسل عیسائی ہے آسٹریلیا اور باربادوز زیادہ ہیں اور اہل کتاب کے نام پر ان سے شادی کرتے ہیں، علماء کو ناسمجھ کہتے ہیں پورے نیوزی لینڈ میں ایک مسجد ہے جو آکلینڈ شہر میں ہے باقی جگہ مکان لے کر انجمن قائم کی گئی ہے۔

تبلیغ کا کام سنیچر اور اتوار کو ہوتا ہے وہ بھی صرف دو آدمی کرتے ہیں دینی مکتب نہیں ہے کہ روزانہ تعلیم ہو صرف دو دن پڑھایا جاتا ہے ایک طالب انڈونیشیا کے ہیں اور ایک ہندوستان کے وہ بھی تین گھنٹے، مسلمانوں کے مکانات بھی مسجد سے دور دور ہیں ماحول کا بنانا بھی مشکل ہے، ایران اپنا اثر ڈالتا ہے اور لیبیا اپنا۔

آکلینڈ میں وہی چیزیں ہیں جو اور ممالک میں ہیں مگر امتیازی یہ ہے کہ اندھوں کا ایک کارخانہ ہے جس میں اندھے ہی کام کرتے ہیں چند آنکھ والے نگرانی کرتے ہیں یہ اندھے اطمینان سے سارے امور انجام دیتے ہیں اسی کارخانہ میں اسٹیل کی کچھ چیزیں اور کھڑکیوں کے المونیم کے پردے بناتے ہیں مرد اور عورتیں بڑی تعداد میں کام کرتی ہیں حکومت خوب فائدہ اٹھاتی ہے، بہر حال اندھوں کی تعلیم و تربیت اور مشین چلانا اور ٹیلی فون ایکسچینج پر کام کرنا اور الیکٹریشن کا کام بڑی خوبی کی بات ہے۔

عراق اور ایران کے درمیان انسانی دیواریں

مصر کی ایک اسلامی جماعت امہ نے دنیا کے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ایران و عراق جنگ بند کرانے کے سلسلے میں محاذ جنگ پر متحارب فریقوں کے درمیان انسانی دیوار قائم کردیں تاکہ یہ جنگ کسی طرح ختم ہو۔

امہ نے ایک بیان میں کہا کہ ہم عالم اسلام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایران عراق محاذ جنگ پر جوق در جوق پہنچ جائیں اور ہاتھوں میں قرآن اٹھاکر متحارب فریقوں کے درمیان انسانی دیوار بن جائیں، بیان میں کہا گیا ہے کہ اس بے مقصد جنگ میں روزانہ پانچ ہزار مسلمان مارے جارہے ہیں۔

افغانستان میں روسی کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کا ثبوت مل گیا

آسٹریلوی سیاستدان کا اعلان

آسٹریلیا کے ترک وطن اور نسلی امور کے بارے میں حزب اختلاف کے ترجمان مائیکل ہوجمین نے کہا ہے کہ روس افغانستان میں کیمیائی ہتھیار اور کھلونا بم استعمال کررہا ہے اور شہریوں کا قتل عام کررہا ہے، انھوں نے کہا کہ میرے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ روسیوں نے افغان مرچیکل ہسپتال میں ظلم ڈھائے ہیں، میں نے اپنی آنکھوں سے ایک چھوٹے سے افغان بچے کو دیکھا جس کے کھلونا بم سے چیتھڑے اڑ گئے تھے اس کے علاوہ دو افغان ڈاکٹروں سے بھی بالمشافہ بات کی جو کیمیائی ہتھیاروں کا نشانہ بننے والوں کو دیکھ چکے ہیں، مائیکل ہوجمین نے مزید کہا کہ ڈاکٹروں نے ایسے افغان شہریوں کی لاشیں بھی دیکھیں جو روسی فوجیوں کی ڈم ڈم گولیوں سے چھلنی ہوچکی تھیں، انھوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے واضح طور پر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ کیمیائی ہتھیار افغانستان میں استعمال کئے جارہے ہیں۔

افغانستان مجاہدین کے عزائم اور انکی مشکلات

لندن کے جریدے "اکانومسٹ" کے جائزے کے مطابق افغان تنظیموں میں اب باہمی اتحاد کا جذبہ جڑ پکڑ رہا ہے جس کی بنیاد ابھرتے ہوئے نوجوان گوریلا قیادت نے رکھی ہے اس قیادت میں احمد شاہ مسعود اور ان کے ساتھیوں عبدالحق، ذبیح اللہ، اسماعیل خاں اور جلال الدین حقانی کے نام قابل ذکر ہیں ان تنظیموں کے باہمی جذبہ تعاون سے مزاحمتی تحریک ایک باقاعدہ شکل اختیار کررہی ہے۔

احمد شاہ مسعود نے اپنے علاقے کو چھوٹے انتظامی یونٹوں میں تقسیم کردیا ہے جن کے اپنے اسکول، عدالتیں اور ہسپتال ہیں شہریوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی فصل کا دسواں حصہ زائد آمدنی کا پانچ فیصد مجاہدین کو ادا کریں متحرک کمانڈو دستے قائم کئے گئے ہیں جو کام نہ ہونے کی صورت میں دوسرے علاقوں میں جاکر تربیت دیتے ہیں رپورٹ کے مطابق نوجوانوں کے اس نظم و ضبط کے باعث مجاہدین اور مقامی آبادی کے دلوں میں روایتی لیڈروں کا احترام کم کردیا ہے جو ملک سے باہر باہمی جھگڑوں میں مصروف ہیں۔

امریکی ذرائع کا خیال ہے کہ روس افغانستان پر اپنا قبضہ غیر معینہ مدت تک جاری رکھکر بالآخر اسے ضم کرنے کی تیاری کررہا ہے ایک رپورٹ کے مطابق روس افغانستان میں اپنی سیاست اور ثقافت کو اسی طرح مسلط کررہا ہے جیسا کہ اس نے بحیرہ بالٹک کو ضم کرنے کے لئے کیا تھا تیس ہزار سے زائد افغان نوجوانوں کو نظریاتی تربیت کے لئے روس بھیجا گیا ہے افغانستان کی وزیر تعلیم کو وسطی سوویت تاجکستان کے نمونہ پر تشکیل دیا گیا ہے اور زیادہ تر اساتذہ روس کے تربیت یافتہ ہیں اور اس امکان کو خارج از امکان قرار نہیں دیا گیا ہے کہ افغانستان کی خارجہ وداخلہ پالیسیاں عارضی طور پر منگولیا کے طرز پر رکھی جائیں گی۔

افغانستان مجاہدین کے ممتاز لیڈر پروفیسر برہان الدین ربانی نے کہا ہے کہ اگر افغان مجاہدین کو جدید ہتھیار مہیا نہ ہوئے تو وہ روسیوں کے خلاف جنگ جاری نہ رکھ سکیں گے مغرب نیوز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مجاہدین اسوقت صرف روایتی اسلحہ سے لڑرہے ہیں، انھوں نے کہا کہ سوویت یونین میں کانسٹنٹائن چرنینکو کے برسر اقتدار آنے کے بعد افغانستان پر روس کے قبضے کے امکانات بڑھ گئے ہیں، پروفیسر ربانی نے کہا کہ روسی اب مجاہدین کے بڑے ٹھکانوں کو ختم کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں، انھوں نے کہا کہ روسی آبادیاں اجاڑ رہے ہیں اور جدید ہتھیار اور زہریلی گیس استعمال کررہے ہیں، ان کی طرف سے اب صرف ایٹم بم استعمال کرنا باقی رہ گیا ہے، وادی پنجشیر کی موجودہ صورتحال کا تذکرہ کرتے ہوئے افغان لیڈر نے بتایا کہ روسیوں نے جب حملہ کیا تو مجاہدین وادی کو خالی کرچکے تھے، مجاہدین اب واپس آچکے ہیں اور وہ روسیوں پر حملہ کررہے ہیں اور انھیں شدید نقصان ہو رہا ہے۔ روسی اب دفاعی پوزیشن میں آگئے ہیں۔

نائیجیریا کی اقتصادی بدحالی

امریکی ہفت روزہ نیوز ویک کے مطابق نائیجیریا کا خزانہ اسوقت اسی طرح خالی ہے جس طرح وہ شگاری کے وقت تھا، قیمتوں میں اضافہ ہورہا ہے اور عوام جنرل بوہاری کی فوجی حکومت سے بیزار ہوتے جارہے ہیں، نائیجیریا کے اقتصادی مسائل فوجی حکومت کے لئے بہت بڑا چیلنج ہیں نائیجیریا کی ۹۰ فیصد آمدنی تیل سے تھی لیکن تیل کے بحران کے باعث چار سال سے تیل کی آمدنی ۲۴ ارب ڈالر کے بجائے صرف دس ارب ڈالر رہ گئی ہے جنرل بوہاری نے اقتصادی بحالی کے لئے کچھ اقدامات کئے، انھوں نے حکومتی اخراجات میں کمی کردی سود کی شرح میں اضافہ کردیا

اور [illegible] حکومت نے تیل کی مصنوعات کی اسمگلنگ کو روکنے کے لئے بھی اقدامات کئے ہیں

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے ۲ ارب ڈالر کے قرضے کے لئے مذاکرات ۱۵ ماہ سے جاری ہیں۔ عوام کے کچھ طبقے حکومت سے بد دل ہو چکے ہیں۔

ایران اور عرب ممالک ایک دوسرے سے قریب ہو رہے ہیں

کویت کے وزیر تجارت و صنعت جاسم مرزوق نے حکومت کویت کی جانب سے اعلان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ایران نے خلیجی تعاون کونسل کے ممبر ممالک سے درخواست کی ہے کہ وہ ایران کے دورہ کے لئے ایک وفد کی تشکیل کرے، انھوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ایران نے یہ تجویز اس ایرانی نمائندے کے ذریعہ پیش کی جس نے حال ہی میں سعودی عرب اور قطر کا دورہ کیا تھا، اور یہ اعلان اس پیشکش کہ ایرانی قومی اسمبلی کے اسپیکر حجۃ الاسلام ہاشمی رفسنجانی کو سعودی عرب کا دورہ اور فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد کیا گیا ہے جیسے طہران ریڈیو نے نشر کیا تھا۔ ایرانی خبر رساں ایجنسی نے رفسنجانی کو دورہ کی دعوت دینے پر خوش آمدید کہا اور سعودی پیشکش پر اسکا شکریہ ادا کیا۔

جاسم مرزوق نے پر زور انداز میں کہا کہ سعودی عرب کی جانب سے ایرانی قومی اسمبلی کے اسپیکر رفسنجانی کو دورہ کی دعوت اس ایرانی پیشکش کے بعد آئی ہے کہ خلیجی تعاون کونسل کا ایک وفد طہران کا دورہ کرے۔

صباح احمد الجابر کویت کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ کویت، ایرانی ذمہ داروں کے سعودی عرب کے دورہ کو خوش آمدید کہے گا جبکہ سعودی عرب نے طہران ریڈیو کے اس خبر کو کہ رفسنجانی سعودی عرب کا دورہ کریں اور حج کریں کی نہ تو تردید کی ہے اور نہ ہی توثیق، مگر کویت کے اخبار الوطن نے بتایا ہے کہ خلیجی تعاون کونسل ایرانی لیڈر سے گفتگو اسی وقت کر سکتا ہے جب وہ طہران کے باہر ہو۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ رفسنجانی کے دورہ سعودی عرب اور حج کرنے کی دعوت دونوں ملکوں کے درمیان قربت کی غمازی کرتی ہے، اگرچہ ایران اور عربی لفظ بلفظ محدود ہی کیوں نہ ہو، ان ہی ذرائع نے دورہ کی دعوت کو ایک جراتمندانہ اقدام بتایا ہے۔ جبکہ دمشق کے ڈپلومیٹک ذرائع کا کہنا ہے کہ رفسنجانی کا دورہ سعودی عرب چند دنوں میں ہو جائیگا اور ایرانی ذمہ دار سعودی فرمانروا بادشاہ فہد سے ملاقات کریں گے اور تبادلۂ خیال کریں گے۔

ادھر خود مسٹر رفسنجانی نے دورۂ سعودی عرب کے امکانات کو مسترد نہیں کیا ہے انھوں نے مغربی جرمنی کے وزیر خارجہ کے ہمراہ تہران کا دورہ کرنے والے جرمن صحافیوں کو بتایا کہ انھوں نے سعودی عرب کے دورے کی دعوت کے بارے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا، دانش ژن جو منی کے مطابق ایرانی حکومت پہلے ہی اس جانب اشارہ کر چکی ہے کہ ایسا دورہ مفید ثابت ہو سکتا ہے لیکن بعض امور پہلے سے طے ہونے چاہیئے۔

مکہ اور مدینہ سے جدہ تک ریلوے لائن

سعودی ترجمان کے مطابق حاجیوں کو لانے اور لے جانے کے لئے دو بڑے ریلوے پروجیکٹ زیر غور ہیں ایک پروجیکٹ کے ذریعہ جدہ کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے ملایا جائے گا اور دوسرے پروجیکٹ کے تحت مدینہ منورہ سے ریاض تک ریلوے لائن کی تعمیر کی جائے گی اس وقت جدہ سے ریاض تک بھی سڑک کا رابطہ مکہ مکرمہ ہو کر ہے اور جدہ سے دمام تک پختہ سڑک ہے یہ بری راستے ۱۱۰۰ کلو میٹر کی مسافت رکھتے ہیں۔

سرکاری ترجمان نے بتایا کہ سعودی عرب میں اسوقت ریلوے لائن کی کل لمبائی چند سو کلو میٹر کی ہے لیکن چوتھے ترقیاتی منصوبے کے خاتمہ پر ریلوے لائنوں کی لمبائی تین ہزار کلو میٹر تک ہو جائے گی اس منصوبہ پر بھی غور ہو رہا ہے کہ تمام بڑے شہروں کو قریب ترین بین الاقوامی نوعیت کی پروازوں میں کام کرنے والے ہوائی اڈوں سے ریلوے لائن کے ذریعہ مربوط کر دیا جائے۔

مکمل شرعی قوانین کا نفاذ

سعودی عرب اور تیل کی دولت سے مالا مال اس کے خلیجی اتحادی ممالک اسلامی شرعی قوانین سختی سے نافذ کرنے پر متفق ہو گئے اور یہ کام اگلے ۵ برسوں میں مکمل کر لیا جائے گا، انہیں بینکوں کے ذریعہ سود کی معافی، اور بدکاری کے مرتکب افراد کو سزائے موت دینے کے لئے سنگسار کرنے کے قانون شامل ہیں واضح رہے کہ یہ فیصلہ سعودی عرب اور خلیج کی تعاون کونسل کے رکن ممالک کویت، بحرین، عمان، قطر اور متحدہ عرب امارات کے وزراء انصاف کے اجلاس میں کیا گیا ہے۔

آزاد مسلم ممالک پچاس

برونائی کی آزادی کے بعد اب آزاد مسلمان ممالک کی تعداد ۵۰ ہو گئی ہے، ان کی فہرست مؤتمر عالم اسلامی نے جاری کی ہے وہ ذیل میں ہے۔

افغانستان، البانیہ، الجزائر، انڈونیشیا، ایران، اردن، آئیوری کوسٹ، اپر وولٹا، عمان، ایتھوپیا، بحرین، برونائی، بنگلہ دیش، پاکستان، ترکی، تیونس، تنزانیہ، ٹوگو، جبوتی، چاڈ، داہومی، سعودی عرب، سینیگال، سیرالیون، سوڈان، شام، صومالیہ، عراق، غینیا، قطر، کیمرون، کویت، گمبیا، لبنان، لیبیا، مصر، ملائیشیا، موزمبیق، مالدیپ، مالی، موریتانیہ، مراکش — ملاوی، متحدہ عرب امارات، نائجیریا، نیجیر، وسطی افریقہ، شمالی یمن، جنوبی یمن۔

متحدہ عرب امارات کو برطانوی ہاک طیارے

متحدہ عرب امارات نے برطانیہ سے جو ہاک طیارے خریدے ہیں، ان کی پہلی کھیپ آئندہ ماہ اسے مل جائے گی، باقی طیارے اسے آئندہ چند ماہ میں ملیں گے، یہ معاملہ متحدہ عرب امارات کے ڈپٹی سپریم کمانڈر اور ابوظبی کے ولی عہد شیخ خلیفہ بن زائد کی برطانوی وزیر دفاع سے ملاقات میں طے پایا، انھوں نے دونوں ملکوں کے درمیان فوجی تعاون اور امارات کی مسلح افواج کی صلاحیت بڑھانے کے بارے میں بھی تبادلہ خیال کیا۔

روس میں مسلمان

روس میں مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثر پر روشنی ڈالتے ہوئے امریکی جریدے نیوز ویک نے اپنی حالیہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ روس کے شہر اوش کی تنگ گلیوں میں سیاہ ٹوپیاں اوڑھے افراد وہ مسلمان ہیں جو روس کی ایک بڑی اقلیت کے نام سے پہچانے جاتے ہیں سورج غروب ہوتے ہی مؤذن زوردار آواز کے ساتھ اللہ اکبر کی آواز سے نماز کے لئے اپنے عقیدے کی سچائی کا اظہار کرتا ہے اب یہ مناظر روس میں عام ہوتے جا رہے ہیں جہاں پر مسلمانوں کی تعداد ۴۳ ملین تک پہنچ گئی ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق ۲۰۰۰ تک موجودہ صورتحال کی روشنی میں یہ تعداد ۶۴ ملین تک پہنچ جائے گی جو روس کی کل آبادی کی ۲۱ فیصد ہیں، اس صورتحال نے روس کی قیادت کے لئے متعدد مسائل پیدا کر دیے ہیں، مسلمانوں کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے روس خلاف مذہب پروپیگنڈہ بھی کرتا ہے اسی مقصد کے لئے صرف ایک سال میں ازبکستان میں ۱۲۱۷۴ لکچر دیئے گئے۔

تیل پیدا کرنے والے ممالک کے ذخائر

اوپیک کے تازہ ترین جائزے کے مطابق متحدہ امارات کے تیل کے ذخائر آئندہ ۲۰۰ سال کے لئے کافی ہوں گے اعداد و شمار کے مطابق ۳۲ ارب ۴ کروڑ بیرل تیل کا ذخیرہ موجود ہے صرف کویت اور عراق دو ایسے ممالک ہیں جن کے تیل کے ذخائر متحدہ عرب امارات کے رکن ممالک سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے کافی ہوں گے، کویت کے تیل کے ذخائر کا اندازہ ۹۶ ارب دس کروڑ بیرل لگایا گیا ہے جو متوقع طور پر ۲۲۲ سال تک کے لئے کافی ہوں گے، جبکہ عراق کے تیل کے ذخائر کا اندازہ ۴۸ ارب دس کروڑ بیرل لگایا گیا ہے جو متوقع طور پر ۱۲۲ سال تک کے لئے کافی ہوں گے۔

جائزہ کے مطابق سب سے مختصر مدت تک جس ملک کے تیل کے ذخائر کارآمد ہوں گے وہ بحرین ہے جس کے پاس صرف ایک کروڑ ۱۲ لاکھ بیرل تیل کا ذخیرہ ہے جو محض ۱۲ سال کے لئے کافی ہے، تیونس کے پاس دو ارب بیرل تیل کا ذخیرہ ہے جو ۹۴ برس کے لئے کافی ہے الجزائر کے پاس ۱۹ ارب ۴۰ کروڑ بیرل تیل کا ذخیرہ ہے جو ۲۸ برس کے لئے کافی ہے جبکہ شام کے پاس ایک ارب ۵۰ کروڑ بیرل تیل کا ذخیرہ ہے جو ۲۳ سال کے لئے کافی ہے خلیج میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں سعودی عرب شامل ہے جس کے پاس تیل کے نہایت وافر ذخائر یعنی ایک کھرب ۶۵ ارب ۳۰ کروڑ بیرل تیل موجود ہے مگر اس کی موجودہ شرح پیداوار کے حساب سے یہ وافر ذخیرہ ۹۸ سال کے لئے کافی ہے قطر کے تیل کے ذخائر تین ارب ۴۰ کروڑ بیرل ہیں، جو ۲۳ سال کے لئے کافی ہوں گے، لیبیا کے پاس ۲۱ ارب ۵۰ کروڑ بیرل ہیں جو ۵۶ سال کے لئے کافی ہے، مصر کے پاس تین ارب ۲۰ کروڑ بیرل تیل کا ذخیرہ ہے جو ۱۴ سال کے لئے کافی ہے،

بقیہ ص :- ۲۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور (The Bible) بائبل میں مذکور واقعات پر مبنی فلمیں بنائی گئی تھیں ان دونوں فلموں نے کون سے مذہبی نقوش و اثرات چھوڑے، اس کے ذریعہ کتنوں کی اصلاح ہوئی، کتنے ایسے افراد تھے جو انبیاء کے تقدس کے قائل ہو گئے اور انھوں نے دین و دنیا کی اصلاح کی کوشش کی یورپ کے نگار خانے نے جس چیز کی نقل سالوں پہلے اتاری ہم ان کے تتبع اور نقل میں اپنے انبیاء کرام، علمائے امت کی شبیہ اور تمثیلات بنائیں اور انکو فلم کا قالب دیکر عوام کے سامنے اس دلیل کے ساتھ پیش کریں کہ اس سے اسلام کو سمجھنے میں مدد ملے گی، اس کی وجہ سے لوگوں میں دین سے تعلق بڑھے گا اور وہ راہ راست کے قریب آئیں گے۔

نظارے اور شواہد اس کے حق میں نہیں ہیں، فلم فلم ہے اس کے مضر اثرات عیاں ہیں اس سے مفر اسی صورت میں ممکن ہے جب خود انسان اپنے کو اس سے محفوظ رکھے، اسلام نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے اور ان مبادی پر جو چیزیں تیار کی جائیں گی وہ اسی زمرہ میں آئیں گی، اور ان پر بھی وہی دینی احکامات نافذ ہوں گے جو اس زمرہ میں آنے والی چیزوں پر نافذ ہوتے رہے ہیں۔

ترقی پسند اور تجدد پسند اور خاص طور سے جو طبقہ روشن خیالی کا دعویدار ہے اسکا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ مغرب جس راہ پر چلے اسے اپنائے، اور اسے اسلام کی اشاعت کا اہم جز قرار دے، فلم قصص القرآن اسی طرز فکر اور تخیل کی پیداوار ہے، اس طبقہ کا کام اور نفسیات یہ رہی ہے کہ وہ غیر دینی انکشافات و ایجادات کو جز دین قرار دینے کے لئے تاویلیں کرتا ہے۔ اور ملک و قوم پر زبردستی پروپیگنڈے کے ذریعہ مسلط کرنے کے درپے ہوتا ہے گویا شریعت کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنی دینی روح کے خلاف اسکا جواز پیش کرے اور اگر خدانخواستہ اسمیں ناکامی ہوتی ہے تو وہ علماء کو قدامت پسند، رجعت پسند اور مذہب کو قدامت پسندی اور رجعت پسندی کی علامت قرار دیتا ہے اور جب یہ برائی اور لعنت گھر گھر میں عام ہو جاتی ہے اور فوائد کے بجائے مفاسد سامنے آتے ہیں اور اپنی اولاد، گھرانہ اعزاء، اقرباء، اسکا شکار ہو جاتے ہیں تو اس کے علاج کے لئے رجعت پسندوں کی جانب رجوع کرتے ہیں جب کہ حالت یہ تھی کہ پہلے مرحلہ میں انھیں رجعت پسندوں کو اس کے عدم اختیار اور اجتناب کا مشورہ دیا تھا تو ہوا سے نظر انداز کر دیا تھا۔

اس قسم کی فلموں سے نہ اسلام کی خدمت ہوتی ہے اور نہ قوم کی، نہ اس سے کوئی راہ ہدایت پر آئے گا، اور نہ دینی لگاؤ پیدا ہوگا، نہ مذہب کے اثرات عوام میں نشو و نما پائیں گے، نہ اس سے کسی کے ایمان میں اضافہ ہوگا، اور نہ تازگی آئے گی، اور نہ اسلامی شخصیات سے لگاؤ پیدا ہوگا، اور نہ انکی دینی زندگی سے کوئی اثر قبول کرے گا بلکہ اس کے ذریعہ اس کے نقصانات دو چند ہو جائیں گے اور بت پرستی ایک جدید ترین شکل میں وجود میں آئے گی، اسلامی شخصیات کا استخفاف ہوگا، اسلامی اقدار کی پامالی ہوگی، شعائر اسلام مجروح ہوں گے اور اسلام کی تبلیغ کے بجائے مضر اثرات پڑیں گے، اس قسم کی فلموں کے لئے فتویٰ کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو چیز حرام ہے حرام رہے گی اس کے جواز کا صرف ایک ہی مطلب ہے کہ اسلامی روح کو مسخ کر کے پیش کیا جائے، اور اس سے خیر کی امید کی جائے، بہتر تو یہ ہوتا کہ اس طرز فکر کے افراد جماعتیں، اپنے مال و دولت، محنت اور دلچسپیوں کو کسی مفید کام میں صرف کرتے جس سے قوم کا فائدہ ہوتا ملت کے سرمایہ میں اضافہ ہوتا، لوگوں کو اسلام سمجھنے میں مدد ملتی اور اسلام کی صحیح نمائندگی ہوتی تو یہ سعی مشکور اور قابل قدر ہوتی، اور آخرت میں انکے نجات کا وسیلہ بنتی۔

ایک دوسرے سے مل کر اس علم کو جو ابھی دنیا بھر میں متفرق و پراگندہ تھا، ابراہیمی درسگاہ کے صحن میں ایک دفتر میں جمع کر دیتے تھے، یہیں آکر بخارا کا باشندہ اسپین اور مراکش کے رہنے والوں سے شامی، عراقی، مصری اور حجازی سے بصری کوفی سے کوفی بصری سے ترمذی نیشاپوری سے اندلسی، سندھی ہندوستانی سے رومی یمنی سے فیض پاتا تھا اور دم کے دم میں سندھ کا علم اسپین میں اور اسپین کی تحقیق سندھ میں پہنچ جاتی تھی، مصر کی تصنیف و روایت ترکستان میں اور ترکستان کا فیصلہ مصر و شام میں پہنچ جاتا تھا ابن مسعودؓ کے شاگرد ابن عمرؓ اور عائشہؓ کے تلامذہ سے اور ابن عباسؓ کے مسترشد ابوہریرہؓ کے مستفیدوں سے اور انسؓ کے حلقہ کے فیضیاب علیؓ کے شاگردوں سے مستفید و سیراب ہوتے تھے یہی وہ مرکز تھا جہاں ائمہ مجتہدین باہم ایک دوسرے سے ملتے اور ایک دوسرے کے علم سے فیضیاب ہوتے تھے اور یہی تعارف وہ اصلی ذریعہ تھا جس کی بنا پر صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ اور مستفیدین کے تمام دنیا میں پھیل جانے کے باوجود بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات و مغازی اور احکام و فرامین و وصایا کا سارا دفتر پھر سمٹ کر ایک ہو گیا اور آپ کے سیر و مغازی اور احادیث و تعلیمات مرتب و مدون ہو کر ہر مسلمان کے سامنے آگئیں اور مؤطا، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی اور احادیث کے متعدد دفاتر عالم وجود میں آئے اور ائمہ مجتہدین کیلئے یہ ممکن ہو سکا کہ مسائل کے متعلق دوسرے اماموں کے خیالات و معلومات سے مستفید ہو کر اجتماعی مسائل کو الگ کر سکیں اور اس سے پہلے کہ کتابیں مدون ہوں اور پھیلیں ہر ملک اور ہر شہر کے علماء دوسرے ملک اور شہر کے علماء کے خیالات و معلومات سے واقف ہو سکیں اور زمانہ کے حالات کے زیر اثر آج تک کم و بیش یہ سلسلہ قائم ہے۔

یہ اسی کی مرکزیت کا نتیجہ ہے کہ عام مسلمان تو اپنے اپنے ملکوں میں اپنے اپنے حالات میں گرفتار ہیں وہ دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے ایک دوسرے سے ملتے ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے، یہیں آکر چینی مراکشی سے، تونسی ہندی سے تاتاری حبشی سے زنگی زنگی سے، عجمی عربی سے، یمنی نجدی سے ترکی افغانی سے، مصری ترکستانی سے، روسی الجزائری سے افریقی یوروپین سے جاوی بلغاری سے ملتا تھا، اور سب مل کر باہم ایک قوم، ایک نسل، ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

اسی کا اثر تھا اور ہے کہ معمولی سے معمولی مسلمان بھی اپنے ملک سے باہر کی کچھ دنیا دیکھ آتا ہے، زمانہ کے رنگ کو پہچاننے اور سیاسیات کی پیچیدگیوں کو سمجھنے لگتا ہے بین الاقوامی معاملات سے دلچسپی لیتا ہے، اور دنیا کے ہر اس گوشہ کے حالات سے جس کے منارہ سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہو اس کو خاص ذوق ہوتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ ہر مسلمان دنیائے اسلام اور اسلامی ملکوں کے حالات و واقعات کے لئے بے چین نظر آتا ہے۔

پھر اسی کا نتیجہ ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمانوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ایسی ملے گی جس کو دنیا کے سفر کا کچھ تجربہ ہوگا اور خشکی تری سے ان کو کچھ واقفیت ہوگی، دنیا کے جغرافیائی معلومات کے بڑھانے اور ترقی دینے میں سفر حج نے بہت کچھ مدد کی ہے، مسلمانوں میں بکثرت ایسے جغرافیہ نویس اور سیاح گزرے ہیں جنھوں نے اصل میں حج کی نیت سے سفر کیا اور بالآخر اس سفر نے دنیا کی ایک عام سیاحت کی حیثیت اختیار کر لی، یاقوت رومی نے اپنے جغرافیہ تقویم البلدان کے مقدمہ میں مسلمانوں میں جغرافی معلومات کی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ اسی سفر حج کو قرار دیا ہے۔

رزقِ ثمرات

اس مرکز کو قائم اور آباد رکھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس شور ویرانے میں بسنے والوں کے لئے رزق کا کوئی سامان کیا جائے، اسی لئے حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی کہ خداوندا میں نے اپنی اولاد کو اس بے حاصل اور بے آب و گیاہ سرزمین میں آباد کیا ہے تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکانا اور ان کے رزق کا سامان کرنا اور ان کو پھل کی روزی دینا، اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ یہاں کے بسنے والوں کے لئے زکوٰۃ و خیرات کی کوئی رقم خاص کیجاتی، لیکن یہ ان لوگوں کی اخلاقی پستی اور دون فطرتی کا سبب ہو جاتی وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتے جو ان کے منصب کی عزت اور شرف کے مناسب نہ ہوتا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تدبیر کی کہ ان کے دلوں میں تجارت کا شوق پیدا کیا اور اس کو ان کی روزی کا سامان بنا دیا، حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کا جہاں کہیں پرانی تاریخوں میں وجود نظر آتا ہے وہ تجارت اور سوداگری کے بھیس میں ملتی ہے، حضرت یعقوبؑ ہی کے زمانہ میں جو حضرت اسمٰعیلؑ کے بھتیجے اور حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے تھے، بنی اسمٰعیل کا تجارتی قافلہ عرب سے مصر کو جاتا ہوا نظر آتا ہے (تکوین ۳۷، ۲۸ سے ۳۶ تک) توراۃ کے متعدد مقامات میں عرب سوداگروں اور تاجروں کا خاص طور سے ذکر ملتا ہے خود قریش بھی اپنے زمانہ کے بڑے تاجر اور سوداگر تھے جس کا ذکر سورہ لایلاف قریش میں ہے وہ ایک طرف یمن اور حبشہ تک اور دوسری طرف شام و مصر و روم تک جاتے تھے

لیکن چونکہ یہ تجارت بھی مکہ معظمہ کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی شکم سیری کے لئے کافی نہ تھی اس لئے خود مکہ کی سرزمین کو اور حج کے مقام کو تجارت کی منڈی بنانے کی ضرورت تھی چنانچہ اسلام سے پہلے بھی حج کا موسم عرب کا ایک بڑا میلہ تھا اور عکاظ وغیرہ کا بڑا بازار لگتا تھا، اسلام نے بھی اسی کو باقی رکھا کہ یہ دعائے ابراہیمی کا مصداق اور اس شور و بے حاصل زمین کے بسنے والوں کیلئے روزی کا سامان تھا، اسلام کے بعد تمام دنیا سے مسلمان یہاں آنے لگے چنانچہ سال کے دو تین مہینے میں یہاں کے رہنے والے تجارت اور سوداگری سے اس قدر کما لیتے ہیں کہ وہ سال بھر کھا پی سکیں، مکہ سے مدینہ کو جب قافلہ جاتا ہے تو راستہ اور منزلوں کے بدو اپنے پھل اور پیداوار لے کر آتے ہیں اور خرید و فروخت سے اپنی زندگی کا سامان حاصل کرتے ہیں، کھانا، پینا، مکان، سواری اور دوسرے ضروریات اسی شہر اور اس کے آس پاس کے تمام حاجی حاصل کرتے ہیں اور اس کا معاوضہ ادا کرتے ہیں اور [illegible] یہی ذریعہ معاش اہل مکہ کے قوت لایموت کا ذریعہ [illegible]

قمر سنبھلی دہلی

نعت

پاک سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم

مرتبہ ساری خدائی میں ہے عالی اُن کا
ان سے برتر ہے کوئی اور نہ ثانی اُن کا

ایک اک حرف ہے دریائے معانی اُن کا
ہیں زمانے کے معلم، لقب اُمی اُن کا

سربسر شفقت و خیر البشر ان کی ہستی
مرہم زخم ہے ہر حرف تسلی اُن کا

اللہ اللہ مرے آقا کے در کا اعجاز!
کوئی مایوس نہیں لوٹا بھکاری اُن کا

میں پڑھوں سامنے روضے کے کچھ اس طرح سلام
کہہ اٹھیں اہل حرم مجھ کو سلامی اُن کا

وجہ تخلیق دو عالم ہے نبیؐ کی ہستی
از ازل تا بابد فیض ہے جاری اُن کا

باعث راحت دل، راحت جاں، راحت روح
قلب مضطر کے لئے اسم گرامی اُن کا

شاید اس کو بھی حضوری کا شرف مل جائے
دل میں سودا لئے پھرتا ہے قمر بھی اُن کا

اردن و شمالی یمن ..... ص ۹ سے آگے

ڈوب جاتے ہیں تو عالم اسلامی کے غزوۂ خیبر کے قصہ میں حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں۔ اور اسی کے ہاتھ پر خیبر کی فتح ہوگی تو بڑے بڑے صحابہؓ نے اپنے اپنے سر بلند کئے ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ اسکو یہ شرف حاصل ہو، حضورؐ نے افق پر کوئی نہ کوئی نیا ستارہ ابھرتا ہے، ماضی میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

مولانا نے کہا آج اگر عالم اسلامی میں استصواب رائے ہو اور یہ پوچھا جائے کہ آج عالم اسلامی کو کس شخصیت کا انتظار ہے اور کون آدمی مطلوب ہے؟ تو شاید متفقہ جواب یہ ہوگا کہ آج کی اسلامی دنیا کو صلاح الدین مطلوب ہیں۔ تو میرے بھائیو! آپ کے دل میں تمنا کروٹ لینی چاہیے کہ یہ منصب رفیع دیر یا جلد، آپ ہی کو ملے، آپ صلاح الدین بنیں، حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور انہیں کو یہ فضیلت حاصل ہوئی اور اللہ کی رحمت کے دروازے آج بھی بند نہیں ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "كُلًّا نُّمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا" (اور ہم ہر ایک کی امداد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی آپ کے پروردگار کی بخشش میں سے اور آپ کے پروردگار کی بخشش کسی پر بند نہیں)

مولانا نے کہا اسی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو محنت و مشقت سخت کوشی اور تقشف کا عادی بنائیں اپنے اندر غیرت ایمانی پیدا کریں۔ آخرت کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دیں دنیا کی زندگی اور اس کی چمک دمک کو خاطر میں نہ لائیں۔

مولانا نے تقریر شامی ادیب و عالم زرکلی کے ان اشعار پر ختم کی جو انھوں نے امت عربیہ اسلامیہ کو مخاطب کر کے کہے تھے۔

هاتي صلاح الدين ثانية فينا
وجددي حطين او شبه حطينا

(اے امت عربیہ اسلامیہ ایک بار پھر ایک صلاح الدین پیدا کر دے اور معرکہ حطین یا اسی طرح کے معرکہ کی تاریخ پھر دہرا دے۔)

([illegible])